عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوّۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۲۱ تا ۲۷ جمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۷

یکساں نصابِ تعلیم
چند گزارشات

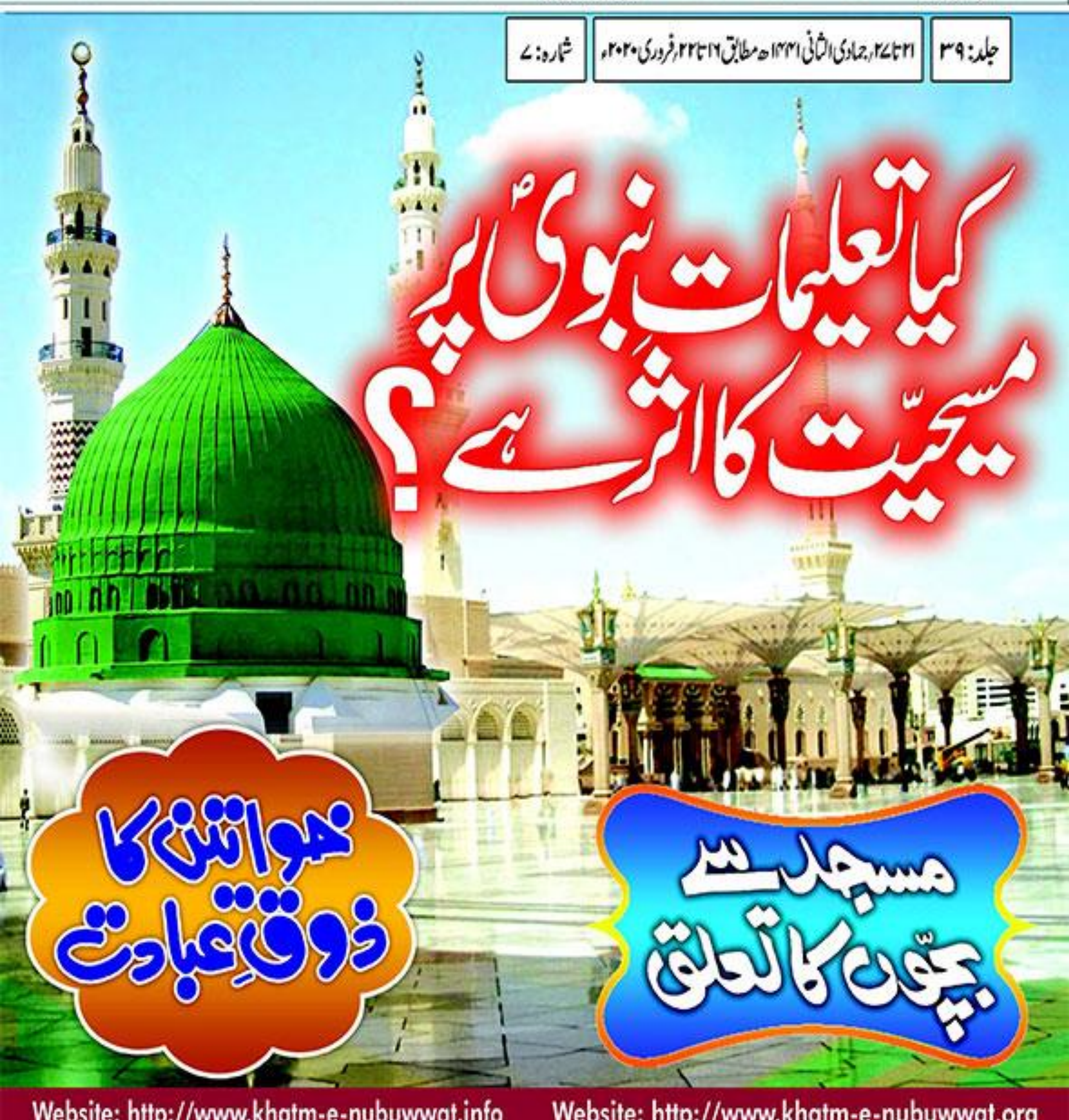

کیا تعلیماتِ نبویؐ پر مسیحیّت کا اثر ہے؟

خواتین کا ذوقِ عبادت

مسجد سے بچوّں کا تعلق

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

عورت کے لئے پردہ کرنا فرض ہے

س:……ایک لڑکی کی شادی ہوگئی۔شادی کے بعد اس کا شوہر کہتا ہے کہ پردہ کیا کرو، مگر وہ یہ کہہ کر ٹال دیتی ہے کہ میں نے کبھی شادی سے پہلے بھی پردہ نہیں کیا، اب شادی کے بعد پردہ کرنے سے کیا فائدہ؟ اور کہتی ہے کہ سب لوگوں نے میرا چہرہ دیکھا ہوا ہے اور سب مجھے جانتے ہیں۔اس لئے پردہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔کیا اس کے شوہر کو زبردستی پردہ کروانا چاہئے اور بیوی کی بات کیا شرعاً درست ہے؟

ج:…… پردہ تو فرض ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہر مسلمان عورت اپنے چہرے اور جسم کو ڈھانک لیا کرے۔قرآن کریم میں ہے:

”یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ“ (الاحزاب:۵۹)

ترجمہ:”اے نبی! اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔“

پردہ نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے، گناہ سے توبہ کرنا اور آئندہ نہ کرنا بھی ضروری ہے۔اس لئے آپ کی بیوی کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پہلے پردہ نہیں کیا تو اب بھی ضرورت نہیں، اسی طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ سب نے میرا چہرہ دیکھا ہوا ہے، اس لئے پردہ کا کوئی فائدہ نہیں۔پردہ کا تعلق کسی کے دیکھنے یا نہ دیکھنے سے نہیں، بلکہ یہ ایک امر شرعی ہے، جس پر ہر مسلمان عورت کو عمل کرنا ضروری ہے۔شوہر کا بیوی کو پردہ کا حکم دینا بالکل درست ہے اور بیوی کو اس حکم پر عمل کرنا بھی لازم ہے، کیونکہ یہ ایک جائز حکم ہے۔اگر بیوی نرمی سے نہ مانیں تو تھوڑی سختی بھی کی جاسکتی ہے، مگر دین کے مطابق ذہن سازی کی جائے تو زیادہ فائدہ ہوگا۔

تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے

س:……وضو کرنے کے بعد جب مسجد میں داخل ہوا تو امام صاحب رکوع سے اٹھنے والے تھے تو میں بھی جلدی میں رکوع میں شامل ہوگیا اور رکوع میں ہی اللہ اکبر کہہ دیا۔اتنے میں امام صاحب رکوع سے سیدھے کھڑے ہوگئے۔کیا میری نماز درست ہوئی یا نہیں؟

ج:……تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے، یعنی صحت مند آدمی کے لئے قیام کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہنا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔چونکہ آپ نے تکبیر تحریمہ قیام کی حالت کی بجائے رکوع کی حالت میں کہی، اس لئے آپ کی نماز درست نہیں ہوئی اور اس نماز کا اعادہ ضروری ہے۔

ہدیہ کے نام سے زکوٰۃ دینا

س:……زکوٰۃ کی رقم کسی مستحق کو ہدیہ کہہ کر دی جاسکتی ہے؟ یا بتانا ضروری ہے کہ یہ زکوٰۃ ہے؟

ج:……زکوٰۃ کی رقم دیتے وقت یہ بتانا ضروری نہیں ہوتا کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے بلکہ نہ بتانا بہتر ہے۔ہدیہ، تحفہ کے نام سے بھی دے سکتے ہیں۔

”دفع الزکوٰۃ الی صبیان اقاربہ برسم عید او الی مبشر او مھدی الباکورۃ جاز۔“ (شامی، ج:۲، ص:۳۵۶)

واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ | ۲۱ تا ۲۷ رجمادی الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ رفروری ۲۰۲۰ء | شمارہ:۷

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

یکساں قومی نصاب تعلیم اور چند گزارشات!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مسجد سے بچوں کا تعلق	۱۰	ڈاکٹر ممتاز عمر صاحب
کیا تعلیمات نبوی پر مسیحیت کا اثر ہے؟	۱۳	ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی
خدا اور رسول ﷺ کے بارے میں کذب وافتراء	۱۷	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
خواتین کا ذوقِ عبادت	۲۱	مولانا محمد غیاث الدین حسامی
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۲۸)	۲۵	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ

زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

خدا کا دیدار

حدیث قدسی ۵: حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے ان کے ہاتھ میں ایک آئینہ تھا جس میں چھوٹا سا سیاہ نقطہ تھا۔ میں نے دریافت کیا جبرئیل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ جمعہ کا دن ہے، میں نے کہا: اس میں ہمارے لئے کیا ہے، انہوں نے کہا: اس میں آپ ﷺ کی اور آپ کی قوم کی عید ہے۔ اسی روایت میں ہے کہ میں نے دریافت کیا: اس میں ہمارے لئے اور کیا ہے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ جب کوئی بندہ اس میں سوال کرتا ہے خواہ وہ دنیا کا ہو یا آخرت کا تو اگر اس کی قسمت میں ہے تو اس کو دے دیا جاتا ہے اور اگر مقدر میں نہیں ہے تو اس کے لئے وہ دعا ذخیرہ کردی جاتی ہے۔

میں نے دریافت کیا یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ قیامت ہے، قیامت اسی دن قائم ہوگی یہ دن ہمارے نزدیک سیدالایام ہے۔ قیامت میں اس دن کو یوم المزید کہا جائے گا۔ میں نے کہا اس کا نام یوم المزید کیوں ہوگا؟ انہوں نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں ایک ایسا میدان رکھا ہے جو سفید مشک کا ہے جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کرسی پر جلوہ فگن ہوگا اور تمام میدان میں سونے کے منبر بچھائے جائیں گے، ان منبروں میں جواہرات جڑے ہوں گے پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان منبروں پر بیٹھیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا اور کہے گا مجھ سے مانگو تم کو دیا جائے گا، وہ کہیں گے تیری رضامندی مطلوب ہے، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری رضا نے تم کو میرے گھر میں اتارا ہے اور میری عزت سے تم کو نوازا ہے تم مانگو تو میں تم کو عطا کروں گا۔ بندے عرض کریں گے تیری رضامندی ہی چاہتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم گواہ رہو میں تم سے راضی ہوگیا، پھر اللہ تعالیٰ ان کے سامنے وہ چیز ظاہر کرے گا جس کو نہ کسی کان نے سنا نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی انسان کے قلب نے اس کا تصور کیا۔ یہ مجلس جمعہ کے دن کی مقدار قائم رہے گی پھر وہ چیز ہٹالی جائے گی اور اسی کے ساتھ تمام اہلِ مجلس اپنے اپنے مقامات پر لوٹ جائیں گے۔ (ابن ابی شیبہ) روایت طویل ہے ہم نے اس کو مختصر کردیا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

صلوٰۃ الکسوف

س:......صلوٰۃ الکسوف کسے کہتے ہیں؟ یہ نماز کب اور کیسے اور کتنی رکعات پڑھی جاتی ہیں؟

ج:......سورج ایک طے شدہ نظام کے ماتحت اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے کبھی کبھی اس پر قدرتی طور پر ایسی حالت آجاتی ہے کہ اس کی روشنی بجھ جاتی ہے، اس کی چمک کچھ دیر کے لئے اس سے جاتی رہتی ہے (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج معبود نہیں ہے۔ ایسا نہ کسی کی پیدائش پر ہوتا ہے، نہ ہی کسی کی موت اس کی وجہ بنتی ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار، اس کے مواخذے اور پکڑ کا خوف دلانے اور اس کی طرف رجوع کرانے کی ایک علامت ہے)۔

سورج کی اس حالت کو عربی میں کسوف اور اردو میں گہن کہا جاتا ہے۔ شریعت نے ایسے موقع پر نہ صرف ”اللہ اکبر“ کہتے رہنے، خیر خیرات کرنے اور دعائیں مانگنے کی تعلیم دی ہے بلکہ نماز پڑھنے کی بھی ترغیب دی ہے۔ اس وقت پڑھی جانے والی اس نماز کو صلوٰۃ الکسوف کا نام دیا گیا ہے۔ جس میں دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ جسے باجماعت بھی پڑھا جاسکتا ہے اور اکیلے اکیلے بھی۔

باجماعت پڑھنے کی صورت میں پڑھے جانے سے پہلے نہ اذان دی جاتی ہے نہ ہی اقامت کہی جاتی ہے۔

قرأت بھی بلند آواز سے یعنی جہری نہیں آہستہ یعنی سری پڑھی جاتی ہے۔

قرأت بھی طویل کرنا افضل ہے۔ نماز کے بعد اگر ابھی تک گہن ختم نہ ہوا ہو تو اس کے ختم ہونے تک دعا میں مشغول رہا جائے۔

البتہ اس بات کا خیال رہے کہ سورج کے گہن کے وقت نفل پڑھنا منع نہ ہو۔ اگر نماز سے پہلے کوئی جنازہ آجائے تو پہلے نماز جنازہ پڑھی جائے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

یکساں قومی نصابِ تعلیم اور چند گزارشات!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی، آپ ﷺ نے اپنے عمل سے اس کی تشریح، تبیین، تفصیل اور وضاحت فرمائی، جس کا نام حدیث اور سنت ہے۔ مفسرین، محدثین، فقہائے کرام اور علمائے اُمت نے قرآن وسنت کے سمندر میں غوطہ زن ہوکر اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیت واستعداد کے موافق اس سے کئی اور علوم اخذ کئے، جو آج تک باغِ اسلام کی رونق اور حریمِ اسلام کی علامت بنے ہوئے ہیں۔ حدیث اور سنت کی حفاظت کے لئے محدثینِ کرام نے جس باریک بینی اور دقتِ نظر سے کام لیا ہے، جتنی محنت، محبت، عقیدت اور کاوش سے علمِ حدیث کو آئندہ نسلوں تک پہنچایا اور اس کو محفوظ کیا وہ پوری انسانی تاریخ کا ایک منفرد، عجیب وغریب اور بے مثال کارنامہ ہے۔ خصوصاً حضور اکرم ﷺ کی احادیث اور سنت کو علمی اور عملی طور پر محفوظ کرنے اور باقی رکھنے میں اہلِ اسلام نے جو شاندار کردار ادا کیا، دوسری قومیں اور مذاہب اس کی مثال لانے سے قاصر ہیں۔

یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس اپنا دین ومذہب ثابت کرنے کے لئے آج کوئی ٹھوس ثبوت اور دلیل موجود نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم آج کوئی بات اپنے نبی اور اپنی کتاب سے سند اور دلیل سے ثابت نہیں کرسکتے۔ بجائے اس کے کہ کھلے دل سے اس کا اعتراف کرکے خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ لیتے اور دینِ اسلام جو آج تک چودہ صدیوں سے محفوظ چلا آرہا ہے اس کو مان لیتے، اُلٹا ان کے آباء واجداد دینِ اسلام کو مشکوک بنانے کے لئے کبھی قرآن کریم پر، کبھی نبی کریم ﷺ پر، کبھی آپ کے صحابہؓ پر، کبھی راویانِ حدیث پر اور کبھی سنت اور حدیث کی حجیت پر شکوک وشبہات کی آندھی اور طوفان اُٹھا کر اسلام کے صاف شفاف چہرے کو بدنما اور داغدار کرنے کی کوششیں کرتے رہے اور آج ان کی معنوی اولاد بھی مختلف حیلے بہانوں اور حربوں سے دینِ اسلام، دینی اقدار اور قرآن وسنت کی تعلیمات کو دھندلانے اور مٹانے کے لئے وہی کام کررہی ہے جو ان کے مغربی آقا وپیشوا کرتے رہے۔

اسلام کے خلاف معاندانہ کوششوں اور کاوشوں کا سلسلہ آج کا نہیں، بلکہ روزِ اول سے برابر چلا آرہا ہے، جو سوا چودہ سو سال سے آج تک کبھی منقطع نہیں ہوا۔ ملحدین اور اعدائے اسلام اپنے دلوں کے بغض وعناد اور درونِ خانہ دہکتی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہر اس چیز کی عمارت کو منہدم کرنا چاہتے ہیں جو اسلام سے تعلق رکھتی ہو، خواہ وہ قرآن کریم ہو، سنت رسول اللہ ﷺ ہو اور ہر اُس ہستی کی شکل وصورت کو بگاڑ کر پیش کرنا چاہتے ہیں جس نے اسلام کا جھنڈا بلند کیا ہے، خواہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات ہو یا آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت یا سنت کے حاملین مجتہدین ہوں یا محدثین اور ہر زمانہ کے علمائے کرام اور ان کے قائم کئے گئے مدارسِ دینیہ۔

آج جتنے بھی جدیدیت زدہ لوگ ہیں وہ سب کے سب انہی کی روحانی اولاد اوران کے گماشتے ہیں، جن کی کوشش یہ ہے کہ یہ دینِ اسلام مٹ جائے اور مسلمان بھی یہودیوں اورعیسائیوں کی طرح محض اپنے توہُمات اور خودساختہ باتوں پرعمل کریں اورقرآن وسنت کی صورت میں ان کے پاس جو علمی سرمایہ اور ماخذ موجود ہے، وہ سب کا سب ختم اور ملیامیٹ ہوجائے، اسی لئے وہ آئے روز مدارس کے نصاب کی تبدیلی کا مطالبہ کرتے آرہے ہیں۔

حضور ﷺ کے بعد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے قرآن وسنت کو سامنے رکھ کر ایسی شاندار حکومتیں کیں کہ اس وقت کی سپر پاور قیصر وکسریٰ کی حکومتیں ان کے زیرِنگیں آگئیں۔اس کے بعد مسلمانوں نے برِصغیر پر آٹھ سو سال حکومت کی ہے،اس وقت اُن کا نصاب قرآن وسنت کے مطابق تھا، حکمران، سپہ سالار، معاشی ماہرین، طبی ماہرین، جج، انتظامیہ سب اسی نصاب سے فیض یافتہ تھے۔

انگریز نے جب برِصغیر پر تسلط کیا، مسلمانوں پر بہت زیادہ مظالم برپا کئے، خصوصاً اٹھارہ سوستاون کی جنگِ آزادی کے بعداس نے مسلمانوں کے نصابِ تعلیم کو ختم کرکے لارڈ میکالے کا مرتب کردہ نظامِ تعلیم مسلط کیا، جس سے ان کا مقصود ایسے لوگوں کو تیار کرنا تھا جو رنگ ونسل کے اعتبار سے ہندی ہوں، لیکن فکروسوچ کے اعتبار سے فرنگی ہوں اور جواُن کے دفتروں میں غلام رہ کران کی نوکری بجالاسکیں۔ انگریز کے تسلُّط سے پہلے ذریعۂ تعلیم، حکومتی اور دفتری زبانیں عربی، فارسی اور اردو تھیں، انگریز نے ان زبانوں کو بند کرکے ذریعۂ تعلیم اور دفتری زبان انگریزی مقرر کردی، جس سے تعلیم یافتہ مسلمان ناخواندہ شمار کئے گئے۔ان حالات کو دیکھتے ہوئے دوسری طرف علمائے کرام نے اپنی مدد آپ کے تحت مسلمانوں کے دین وایمان اوراپنے علمی سرمایہ قرآن وسنت کی حفاظت کے لئے مدارس کا سلسلہ شروع کیا جوالحمدللہ! آج تک اپنے مقصد میں بہت حد تک کامیاب رہا۔

یہ بات بڑی عجیب ہے کہ ہماری اشرافیہ، بیوروکریسی اور مقتدر قوتوں کا ذہن اس طرح بنادیا گیا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بات یا کوئی طور طریقہ جو اہلِ مغرب سے منسوب ہو،وہ چاہے کتنا ہی کمزور کیوں نہ ہو،وہ تو قابلِ قبول ہے، لیکن جو بات مسلمانوں سے نسبت رکھتی ہو اور قرآن وسنت سے منسوب ہو،وہ چاہے کتنا ہی واضح، بامقصد، فائدہ منداورروزِروشن کی طرح عیاں ہو،اس کا انکار کردیا جائے اور اُسے قبول نہ کیا جائے۔

اسی لئے قیامِ پاکستان کے بعد سے ہی مدارس کے خلاف سازشیں شروع ہوگئی تھیں، سب سے پہلے فیلڈ مارشل ایوب خان نے دینی مدارس کی آزاد دینی حیثیت کو خراب اور متاثر کرنے کے لئے ڈاکٹر فضل الرحمٰن جیسے ملحد کو آگے کیا، جس نے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے نام سے اسلام کی بیخ کنی کی اوراسلامی معاشرہ کے خوبصورت نظام کو تہہ وبالا کرنے کی کوشش کی، جس کا اس وقت کے اکابر علمائے کرام نے ڈٹ کر مقابلہ کیا، جس کی بنا پر وہ اپنے ناپاک عزائم میں ناکام ونامراد ہوکر اپنے آقاؤں کے پاس جا پہنچا۔

اس کے بعد صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے باقاعدہ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کے عنوان سے دینی مدارس کے ساتھ ’’ہمدردی‘‘ کا اعلان کیا اوراس کے کچھ عرصہ بعد ’’قومی کمیٹی برائے دینی مدارس‘‘ کے جال میں دینی مدارس کو پھانسنے کی کوشش کی، لیکن اس وقت کے علماء کرام کی دور اندیشی تھی، انہوں نے اعلان کیا کہ اپنے دینی اداروں کو چلانے کے لئے گورنمنٹ سے کسی قسم کی گرانٹ یا امداد نہ لی جائے، بلکہ آزاد حیثیت میں رہ کر اور عام مسلمانوں کی زکوٰۃ، صدقات اورعطیات سے اپنے اداروں کو چلایا جائے۔ الحمدللہ! علمائے کرام کے اس بروقت اقدام کی بنا پر مدارسِ دینیہ حکومت کے دست برد سے بچ گئے۔اس کے بعد پرویز مشرف کے دور میں دینی مدارس کو بہت ہی زیادہ نشانے پر رکھا گیا اور مدارس کو کنٹرول کرنے کے لئے ’’ماڈل دینی مدارس‘‘ کے عنوان سے آرڈی نینس بھی جاری کیا گیا، جس کے ماتحت ماڈل دینی مدارس بنائے گئے اوراب تحریکِ انصاف کی گورنمنٹ اس پورے پاکستان میں یکساں نصابِ تعلیم کے عنوان سے نیا جال لے کر آگئی ہے۔اور مدارس کو اس جال میں پھانسنے کے لئے معاہدات وغیرہ بھی کررہی ہے۔

الغرض حکومت اور مقتدر قوتوں کا بیرونی دباؤ کی بنا پر برابر ایک ہی اصرار ہے کہ کسی طرح دینی مدارس کا نظام اور نصاب ختم کیا جائے اور ان کو گورنمنٹ کے ماتحت لایا جائے اور پھر مدارس کا وہ حال کیا جائے جو آج گورنمنٹ اسکولز و کالجوں کا ہے۔ یہ کوئی ہوائی بات نہیں، بلکہ اس سلسلے میں روزنامہ جنگ کراچی ۲۸/اپریل ۲۰۰۰ء میں ممتاز عالمی جریدہ ’’ڈیفنس اینڈ فارن افیئر اسٹیٹجک پالیسی‘‘ کے حوالہ سے ایک غیر مسلم صحافی ’’گریگری آر کوپلے‘‘ کا مضمون بعنوان ’’پاکستان مشرف کے دور میں‘‘ چھپا تھا، وہ مضمون تو طویل ہے، لیکن اس میں ایک بات تو یہ لکھی تھی کہ: ’’فوجی حکومت میں اس بارہ میں اتفاقِ رائے پیدا ہو رہا ہے کہ ان مدرسوں کے مسئلے سے کیسے نمٹا جائے؟ اس بات پر عمومی اتفاقِ رائے پایا جاتا ہے کہ وہ ’’غیر سودمند اور خطرناک‘‘ ہیں اور دوسری بات یہ لکھی ہے کہ مدرسوں سے نمٹنے کا عمل ایسے مضامین پڑھانے پر زور دینے سے شروع ہوگا جن مضامین کے پڑھنے سے بچوں میں حصولِ روزگار کی اہلیت ولیاقت پیدا ہوگی..... حکومت اس بات پر زور دے گی کہ مدرسوں کے بنیادی نصاب میں مفید تربیت اور روایتی مضامین کو بھی شامل کیا جائے۔

اب تحریکِ انصاف کی حکومت نے ’’اتحاد تنظیماتِ مدارسِ دینیہ‘‘ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا اور اس کے تحت حکومت اور ’’اتحاد تنظیماتِ مدارسِ دینیہ‘‘ کی مشاورت سے ایک نصاب مرتب کرنے کا معاہدہ ہوا، حکومت نے اس معاہدہ سے انحراف کرتے ہوئے یک طرفہ نصاب مرتب کیا اور وہ نصاب دو این جی اوز کی معاونت، مشاورت اور ان کی خواہشات کے مطابق بنایا، جس کا ماہرِ تعلیم پروفیسر ملک محمد حسین نے تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: حال ہی میں مرکزی وزارتِ تعلیم نے پرائمری جماعتوں کے مجوزہ نصاب کا مسودہ جاری کیا ہے۔...... نصابی تجاویز میں تعلیمی اقدار یعنی ویلیو ایجوکیشن (Value Education) کے نام سے ایک علیحدہ نصابی کتابچہ دیا گیا ہے اور اس کی تفصیلات پہلی سے بارہویں جماعت تک دی گئی ہیں۔ حقیقتاً ویلیو ایجوکیشن کا یہ کتابچہ حکومت کی نصابی پالیسی کی بنیاد ہے۔ اور دعویٰ کیا گیا ہے کہ مجوزہ ویلیوز (Value) سارے نصاب اور سارے مضامین میں اساسی فکر کے طور پر نصابی تعلیم میں پھیلی ہوں گی اور یہی اقدار طلبہ کی شخصیت کا حصہ بنائی جائیں گی۔

.... ویلیو ایجوکیشن کی تفصیلات دیکھ کر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ نصاب کی تشکیل ہیومنزم (Humanism) کے فلسفے کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ ویلیو ایجوکیشن میں جن ویلیوز کو طلبہ کی شخصیت اور ان کی فکر وخیال میں جاگزیں کرنے کا عزم کیا گیا ہے، وہ روٹ ویلیوز یا اساسی اقدار حسب ذیل ہیں:

1.Compassion and Care

2.Integrity and Honesty

3.Responsible Citizenship

آگے لکھا ہے کہ:

ہمارے مقتدر حلقے ہیومنزم کے فلسفۂ حیات کو اور ہیومنزم کی اقدار کو ہماری تعلیم کی بنیاد بنانا چاہتے ہیں، جب کہ اس کے مقابلے میں:

۱:- ہمارا نظامِ حیات

۲:- ہمارا ورلڈ ویو

۳:- اور ہمارا آئین ومعاشرتی نظام

جس فلسفۂ حیات پر مبنی نظامِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کو متشکل کرنا چاہتا ہے وہ اسلام ہے۔ نظریۂ پاکستان، قائداعظم کے تصورات، قراردادِ

مقاصد اور آئین کا آرٹیکل 31 تقاضا کرتا ہے کہ ہمارا قومی نظامِ تعلیم اور ہمارا قومی نصاب اسلام کے نظامِ حیات پر مبنی ہوگا، جس کی اساسی اقدار یا پرائیم ویلیوز' توحید، رسالت اور آخرت ہیں اور جس میں انسان بنیادی طور پر اللہ کا عبد ہے اور اس کا مقصد زندگی اللہ کی عبادت یعنی بندگی اور اطاعت ہے اور جن کی ذیلی اقدار میں حلال، حرام، عدل، ظلم، گناہ، ثواب، خیر، شر، دیانت، امانت، صدق، تعاون، اعتدال وغیرہ ہیں اور یہی وہ اقدار ہیں جو پورے نصاب کے تانے بانے میں پھیلی ہوں گی اور تعلیم کا مقصد انہی اقدار کو نئی نسل کے رویوں اور فکر وعمل میں جاری وساری کرنا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بالکل مختلف ذہن اس نصابی کام پر حاوی ہے جو ہماری آئندہ نسلوں کو اپنے دین، اپنے کلچر، اپنی روایات اور اپنے تصور کائنات سے دور لے جانا چاہتا ہے۔ اگر ہم پچھلے چند سالوں پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ مغربی این جی اوز اور خاص طور پر یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم (US Commission on international Religious Freedom) یعنی ''امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی'' نے ہماری تعلیمی پالیسیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ مذکورہ امریکی کمیشن نے ۲۰۱۵ء میں جو ہماری نصابی اور درسی کتب پر تحقیقات کروائیں، ان کے مطابق تقریباً ۷۰ موضوعات کو قابلِ اعتراض گردانا گیا۔ یہ سب کے سب موضوعات مذہبی موضوعات ہیں، نیز جن اقدار کو ہمارے نصاب اور درسی کتب میں نافذ کرنے کی سفارش کی گئی، وہ سارے کے سارے وہی ہیں جو ہم نے ان کی ویلیو ایجوکیشن کے تحت گنوائے ہیں۔ مذکورہ امریکی کمیشن کی رپورٹوں میں جہاد کو خصوصی نشانہ بنایا گیا، نیز احمدیوں کے متعلق اعتراض اٹھائے گئے۔ ہمارے زیر نصابی خاکے میں پوری اطاعت گزاری کے ساتھ امریکی سفارشات پر عمل کیا گیا ہے۔ آپ پہلی سے پانچویں تک پورے نصاب کو چھان لیں، آپ کو جہاد اور غزوات کا کوئی نشان ہی نہیں ملے گا۔

حاصلِ مطالعہ کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ: پہلی سے پانچویں تک کے نصابی کتابچوں کو اور خاص طور پر ویلیو ایجوکیشن کے حصہ کو دیکھ کر نظر آتا ہے کہ:

۱:- یہ نصاب مغربی تہذیب اور کلچر کے فروغ کے لئے بنایا گیا ہے۔

۲:- نظامِ اقدار جس پر یہ مبنی ہے، وہ ہیومنزم کی اقدار ہیں اور اسلامی تہذیب وتمدن کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

۳:- نصابی خاکہ میں جو تصورات اور لوازمہ تجویز کیا گیا ہے، وہ بچوں کی ضروریات، معاشرے کی ضروریات اور بچوں کے ذہنی لیول کے مطابق نہیں ہیں۔

۴:- مغربی/امریکی اسکولوں کے نصابات کی بھونڈی نقل ہے جو ہمارے نظامِ تعلیم میں جگہ نہیں پاسکے گا۔

۵:- نصاب میں اُفقی اور عمودی ربط کا خیال نہیں رکھا گیا۔

۶:- یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجس فریڈیم کی سفارشات بلکہ ڈکٹیشن پر عمل کیا گیا ہے۔ اسلامی اقدار، اسلامی فکر اور خصوصاً جہاد کے تصور کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔

۷:- اردو اور انگریزی کا نصاب بچوں میں مطلوبہ لسانی صلاحیتیں پیدا نہیں کرسکے گا، خصوصاً متوسط اور نچلے متوسط گھرانوں کے بچے۔ دیہاتی اسکولوں کے بچے اور اساتذہ اس نصاب کے تقاضوں سے عہدہ برآ نہیں ہوسکیں گے۔

اسی لئے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے ''اتحادِ تنظیماتِ مدارسِ دینیہ'' کی مشاورت کے بعد یہ بیان جاری کیا ہے کہ:

''دینی مدارس کے ساتھ اصلاح یا اصلاحات کا لفظ توہین آمیز ہے۔ اس سے معاشرے میں مدارس کے حوالے سے منفی

رجحانات کو فروغ دینے کی کوشش ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ وزارتِ تعلیم کے حالیہ اقدامات کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس کے ساتھ مذاکرات کی غلط تشریح کی گئی ہے، ہم نے ملک میں مدارس کنونشن پر اتفاق کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ کے پی کے میں مدارس کے طلبہ کو اسکالرزشپ کے نام پر سرکاری رقوم کو بھی مسترد کرتے ہیں۔ کسی بھی دینی مدارس کے طالب علم کو سرکاری پیسے پر انحصار نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ کے. پی. کے کی پچھلی حکومت نے ائمہ کے نام پر پیسے دینے کا فیصلہ کیا تھا، جسے علماء نے مسترد کردیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور مغربی دنیا اس بات پر کیوں دلچسپی لے رہی ہیں اور اربوں ڈالر مختص کئے جارہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ کیوں سمجھتے ہیں کہ مدارس کے نصاب سے شدت پسندی کی ذہنیت جنم لیتی ہے۔ دینی مدارس کا نصاب اعتدال اور امن کا درس دیتا ہے۔ جو پرچار آپ کررہے ہیں، اس کا مدارس سے کوئی تعلق نہیں۔"

(روزنامہ اُمت، کراچی، ۵ جنوری ۲۰۲۰ء)

....

حکومت کی بدنیتی اس میں بھی ظاہر ہوتی ہے کہ یکساں نصابِ تعلیم اگر پورے ملک کے لئے ہے تو پرائیویٹ اسکول بھی اس میں شامل ہونے چاہئیں، جب کہ آغا خان فاؤنڈیشن اور بیکن ہاؤس اسکول اور دانش کدہ جیسے ادارے اس میں شامل نہیں۔ صرف ان سرکاری اسکولوں کو اس میں شامل کیا ہے، جہاں پہلے تو بچے پڑھنے جاتے ہی نہیں، اگر جاتے ہیں تو صرف ان غرباء کے بچے ہوتے ہیں جن کے پاس پرائیویٹ اسکولوں یا معیاری اسکولوں میں پڑھانے کی سکت نہیں۔ تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ صرف "مدارسِ دینیہ" کو اس شکنجہ میں کسا جائے گا، باقی سب آزاد رہیں گے۔

اسی طرح اس نصاب کی پشت پر دو غیر ملکی ادارے "واٹرایڈ" نام کی برطانوی این جی او ہے، جس کی عملی سرگرمیاں تعلیمی شعبوں، بالخصوص نصاب کی تیاری میں مسلسل جاری ہیں، جب کہ دوسری تنظیم ایک امریکی ادارہ "یو ایس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجیس فریڈم" ہے، جس کے کارندے اس سارے ہوم ورک میں سب سے زیادہ متحرک بتائے جاتے ہیں۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یکساں نصابِ تعلیم کی تیاری بیرونی ایجنڈے کی تکمیل اور غیر ملکی دباؤ کے ماتحت ہے، جس کے نقصان دہ ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے تمام علمائے کرام خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی اور خواہ کسی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں اولین فرصت میں اس بیرونی ایجنڈے کے ماتحت بننے والے نصاب کو یکسر مسترد کردیں۔

۲:- "اتحادِ تنظیماتِ مدارسِ دینیہ" کے اکابرین اور "جمعیت علمائے اسلام" کے راہنما مشاورت کے بعد اپنا تعلیمی نصاب گورنمنٹ کے سامنے رکھیں، تاکہ متبادل کے طور پر ان کے سامنے یہ نصاب پیش کرسکیں۔

۳:- اور آئندہ کے لئے حکومت کے ساتھ مذاکرات جمعیت علمائے اسلام خصوصاً حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے سپرد کردیئے جائیں، تاکہ وہ صحیح طور پر دینی ومذہبی طبقے کی نمائندگی کرسکیں اور دینی طبقہ کا نقطۂ نظر واضح انداز میں حکومتی لوگوں کو سمجھا سکیں اور حکومتی لوگوں کے اصل ارادے اور مقاصد بھی بھانپ سکیں۔ إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله ، عليه توكلت وإليه أنيب.

وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

مسجد سے بچوں کا تعلق!

جناب ڈاکٹر ممتاز عمر صاحب

ہمارے معاشرے میں ناخواندگی کے بادل چھٹتے جارہے ہیں، علم کا نور بتدریج پھیل رہا ہے، اس کی ایک بڑی وجہ چھوٹی عمر سے بچوں کا تعلیمی ادارے سے تعلق ہے، اب تین سال کے بچے کو نرسری اور کے جی کی راہ دکھائی جانے لگی ہے، اس کے برعکس مساجد میں چھوٹے بچوں کے ساتھ رویہ عام مسلمان اور علماء کرام سب کے لئے قابلِ غور ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے تحت تلقین کی جاتی ہے کہ: ''سات سال کے بچے کو مسجد میں نماز کے لئے لاؤ۔'' کہا جاتا ہے کہ گیارہ سال کے بچے کو مسجد میں ضرور لایا جائے۔ اگر بچہ آنے میں پس وپیش کرے تو اس پر سختی کی جائے، اس میں مار پیٹ کی اجازت بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو انگلی پکڑے مساجد کی طرف لے جایا کرتے تھے۔ یہ رواج نمازِ جمعہ اور عیدین میں خصوصیت کے ساتھ دیکھنے میں آتا رہا۔ عام نمازوں میں والدین بچوں کو لانے سے ہچکچاتے ہیں، لیکن اگر کچھ نمازی بچوں کو مسجد میں لے آئیں تو انہیں بعض اوقات شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔ فرض نماز کی ادائیگی کے فوری بعد ان بچوں کی سرزنش اور پھر بچوں کے والدین کی شناخت کے بعد ان کو بھی ایسی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ بچوں کو کیوں لائے؟

بچوں کو مسجد میں لانے اور ان کی شرارت کی بنا پر جس شرمندگی کا احساس والدین یا دیگر بزرگوں کو ہوتا ہے اس کی وجہ ہمیشہ خود بچے نہیں ہوتے۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ بچے تو بڑے اہتمام کے ساتھ صف بناتے اور نماز کی ادائیگی میں مصروف ہوتے ہیں مگر چند بچے اس موقع پر شرارت پر اتر آتے ہیں۔ یوں دھکا دینے، کچھ پوچھنے یا مختلف اشارے کرنے کی بنا پر بچے ہنسنے یا دیگر مشاغل میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بچے صف بنائے بڑی تنظیم کے ساتھ کھڑے ہیں۔ کوئی بڑا آیا اور اس نے بچوں کو سب سے پیچھے کی طرف دھکیل کر خود اس کی جگہ سنبھال لی۔ اس وجہ سے بھی وہ تمام اخلاق تلقین اور تربیت کو فراموش کرکے شرارت پر اتر آتے ہیں۔

مفتی عبدالرؤف سکھروی لکھتے ہیں:

''بچوں کی صف کا مردوں کی صف کے پیچھے ہونا سنت ہے۔ لہٰذا جب جماعت کا وقت ہو اور بچے حاضر ہوں تو پہلے مرد اپنی صفیں بنائیں پھر ان کے بعد بچے اپنی صفیں بنائیں۔ پھر اس ترتیب سے جماعت قائم ہوجانے کے بعد اگر بعد میں کچھ مرد حاضر ہوں تو اوّل وہ مردوں کی صفوں کو مکمل کریں، اگر وہ پوری ہوچکی ہوں تو پھر بچوں کی صف ہی میں دائیں بائیں شامل ہوجائیں، بچوں کو پیچھے نہ ہٹائیں، کیونکہ بچے اپنے صحیح مقام پر کھڑے ہیں۔ مردوں اور بچوں کی مذکورہ ترتیب جماعت کے شروع میں ہے۔ نماز شروع ہوجانے کے بعد نہیں۔''

مفتی عبدالرؤف بچوں کو مردوں کی صفوں کے درمیان شامل کرنے کی گنجائش بھی پیش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے: ''اگر بچے تربیت یافتہ نہ ہوں اور دورانِ نماز شرارتیں کریں، جس سے اپنی نماز کو باطل کرنے یا ان کے کسی طرزِ عمل اور شرارت سے مردوں کی نماز باطل ہوجانے کا قوی اندیشہ ہو تو پھر ان کی علیحدہ صف نہ بنائی جائے، بلکہ ان کو منتشر اور متفرق طور پر مردوں کی صفوں میں کھڑا کرنا چاہئے۔ بہتر ہوگا کہ ان بچوں کو صف میں انتہائی بائیں جانب یا داہنی جانب متفرق طور پر کھڑا کیا جائے تاکہ وہ نماز میں کوئی شرارت کرکے اپنی یا دوسروں کی نماز برباد کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔ ایسی صورت میں مردوں کی صفوں میں ان کے کھڑے ہونے سے مردوں کی نماز میں کوئی کراہت نہ آئے گی۔'' (ایضاً)

ہمارے معاشرے میں یہ رویہ فروغ پارہا ہے کہ اکثر بڑے اپنے بچوں کو مسجد میں لانے سے ہچکچاتے ہیں کہ کہیں ان کی شرارت کی وجہ سے خجالت اور شرمندگی کا سامنا نہ ہو، اس طرح

بچوں کی تربیت نہیں ہو پا رہی ہے، ساتھ ہی مسجد میں عام بچوں کی عدم موجودگی بھی خصوصیت سے محسوس ہوتی ہے، کسی بھی کام کی عادت بچپن ہی سے ہی پڑا کرتی ہے، اگر بچپن سے ہی بچوں کو مسجد میں لایا جائے گا تو بتدریج وہ نماز کی ادائیگی سیکھ جائیں گے، گھر میں رہ کر ان کی تربیت ایک حد تک تو ہو سکتی ہے مگر آداب نماز مسجد میں آ کر سیکھے جائیں گے، ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے بچے یا چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ لائیں اور ابتدائی طور پر اپنے برابر کھڑا کریں، ساتھ ہی اسے یہ احساس بھی دلائیں کہ مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، یہاں شرارت کرنا بے ادبی اور گناہ ہے، اس طرح امید ہے کہ بچہ آپ کی قربت کے پیش نظر بھی خیال رکھے گا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور وہ شرارت سے بچنے کی کوشش کرے گا، پھر بھی اگر اس سے کوئی لغزش ہو جائے تو اسے سب کے سامنے ڈانٹنے اور بے عزت کرنے کے بجائے بڑے آرام اور تحمل سے سمجھائیں، اس طرح اس کی اصلاح بھی ہوگی اور اسے حوصلہ بھی ملے گا یوں وہ کامل مسلمان بن جائے گا۔

مسجد اور بچوں کا تعلق ہمیشہ سے ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو مسجد میں لاتے رہے ہیں، اس سلسلے میں یہ واقعہ دیکھئے: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دے رہے تھے، اسی اثنا میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آئے، انہوں نے سرخ رنگ کی قمیض پہنی ہوئی تھی اور چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرط محبت سے منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں کو اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھادیا، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے لئے مال اور اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں، جب میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو میں صبر نہیں کرسکا، یہاں تک کہ مجھے اپنی بات ختم کرنا پڑی اور ان دونوں کو اٹھالیا۔

دورانِ نماز بچوں کی موجودگی کے حوالے سے یہ روایت خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن شدادؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ظہر یا عصر میں سے کسی نماز کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اٹھائے ہوئے تھے، آپ نے اس کو آگے کرکے بٹھادیا اور نماز شروع کی، پھر جب سجدہ کیا تو آپ نے اپنی نماز کے درمیان سجدے کو طویل کیا، میرے والد کہتے ہیں کہ میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں ہیں اور بچہ آپ کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہے، یہ دیکھ کر میں واپس سجدے میں چلا گیا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری کی تو لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے اپنی نماز کے درمیان سجدہ اتنا طویل کیا؟ یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی معاملہ درپیش ہے یا پھر آپ کی طرف وحی کی جارہی ہے، آپ نے فرمایا: ان میں سے کوئی بات نہیں تھی لیکن میرا بیٹا میرے اوپر سوار تھا اور مجھے یہ بات ناپسند لگی کہ میں اس کے لئے عجلت کروں، یہاں تک کہ وہ اپنی (کھیلنے کی) ضرورت پوری کرلے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

تحفظ ناموس رسالت کا قانون تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ناموس کا چوکیدار ہے: علماء کرام

لاہور..... عقیدہ ختم نبوت، ناموس رسالت اور استحکام پاکستان کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ تحفظ ناموس رسالت کا قانون تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ناموس کا چوکیدار ہے، اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ برداشت نہیں کریں گے۔ منکرین ختم نبوت قادیانی اور ان کے ہمنوا اسلام اور ملک پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے عالمی سطح پر بے بنیاد اور غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں، ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق نے تحفظ ختم نبوت اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر توہین رسالت کے قانون کو غیر موثر یا ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو مسلمان اپنا سب کچھ قربان کردیں گے مگر قوانین ختم نبوت میں ترمیم کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ قادیانی آئین پاکستان کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان میں رہ سکتے ہیں قادیانیوں کی آئین پاکستان کے خلاف سرگرمیاں برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ ملک میں امن وامان کے قیام اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے تمام دینی سیاسی جماعتوں کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ علماء نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہمارے اکابرین نے ہمیشہ اتحاد سے کام کیا ہے موجودہ حالات میں اتحاد واتفاق کی اشد ضرورت ہے۔

آئے، جب آپ سجدے میں ہوتے تو آپ کی پیٹھ پر سوار ہوجاتے، آپ انہیں اتارتے نہیں تھے، جب تک وہ خود نہیں اتر جاتے اور وہ آتے اور آپ رکوع کر رہے ہوتے تو اپنے دونوں پیروں کو پھیلا دیتے اور وہ دوسری طرف نکل جاتے۔ کوئی ایسی روایت نہیں ملتی جس کے ذریعے یہ ثابت ہو کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے اوقات نماز میں مسجد آنے پر ناراض ہوئے ہوں اور اپنی لخت جگر سیّدہ فاطمہ زہرا ؓ سے کبھی یہ کہا ہو کہ بچے مسجد میں نماز کے دوران کیوں جاتے ہیں یا روکنے کی ہدایت کی ہو، یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا جو زمانہ پایا، اس میں ان کی عمریں محض چند سال تھیں۔

بچوں کے حوالے سے مختصر نماز پڑھنے کا بھی حکم ہے تا کہ بچوں کے رونے سے ان کی ماں یا دیگر نمازیوں کا دھیان بٹنے کا امکان کم رہے، حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ نماز طویل کروں پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز اس ڈر سے مختصر کرتا ہوں کہ اس کی ماں کے تکلیف کا سبب نہ بن جائے۔

ہمارے معاشرے میں بچوں اور مسجد کے تعلق کے درمیان ایک خلیج حائل کر دی گئی ہے، اگر کوئی اپنے بچے کو ساتھ لے آئے اور برابر میں کھڑا کرے تو دوسرے اعتراض کرتے ہیں اگر بچے پیچھے نماز پڑھ رہے ہوں تو دورانِ نماز چند بچوں کی شرارت پر سب بچوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہوئے بُرا بھلا کہا جاتا ہے، اگر کوئی اپنے بچے کی حمایت کرے تو اسے بھی آڑے ہاتھوں لیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں بچے مسجد میں آنے سے کتراتے ہیں، یوں مساجد بچوں سے غیر آباد ہوتی جارہی ہیں۔

اب ذرا اپنے گرد و پیش پر نظر کیجیے، ہماری اکثر مساجد کے گرد دکانیں ہوتی ہیں، ایک اسلامی معاشرہ ہونے کے باوجود دکان دار قریبی مکین مسجد کے تقدس سے ناآشنا ہیں، موسیقی، گانے اور اشیائے ضروریہ بیچنے والوں کی صدائیں، ان سب سے بڑھ کر قریب سے گزرنے والی گاڑیوں کا شور اور بلاوجہ ہارن کا استعمال ان مواقع پر مسجد میں موجود نمازی کیا کرتے ہیں، کسی کی مجال نہیں کہ دکان دار یا صاحب دکان کو کچھ کہہ سکے، ہاں! اگر غصہ آتا ہے تو ان معصوم بچوں پر جو اپنے والدین کے ہمراہ خوشی خوشی مسجد میں آتے ہیں، یہ عمل اسلامی معاشرے کی تیاری کی راہ میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ آئیے، غور کریں! ہم کس طرح بچوں کو مسجد میں لا کر ان کی بہتر تربیت کر سکتے ہیں۔

☆☆..........☆☆

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا اہم اور بنیادی عقیدہ ہے: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالعزیز، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا محبوب الحسن طاہر نے خطبات جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا اہم اور بنیادی عقیدہ ہے جس پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی بنیادی شرط ہے اور اس عقیدے کا انکار کرنے والے کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جاتا ہے، قادیانیوں کو نہ صرف پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئینی طور اسلام سے الگ گروہ قرار دیا بلکہ تمام اسلامی ممالک کی نمائندہ تنظیموں نے بھی ان کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا، جو ادارے یا شخصیات تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں وہ پوری امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں۔ علماء نے کہا کہ اسلام کے بنیادی عقائد ہیں جن کو مانے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ان بنیادی عقائد میں ختم نبوت کا عقیدہ اساسی حیثیت رکھتا ہے، جس پر ہر مسلمان کا ایمان ہونا ضروری ہے۔ منکرین ختم نبوت نے ایک نئے نبی کو مان کر خود اپنے راستے مسلمانوں سے جدا کر لئے ہیں، نئی نبوت پر ایمان لانے کے بعد ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ آج قادیانی پوری دنیا خصوصاً مغربی دنیا میں یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ پاکستان میں منکرین ختم نبوت کے حقوق پامال کر دیئے گئے ہیں، ان کے شہری حقوق معطل کر دیئے گئے اور انہیں پاکستان میں آزادی سے رہنے نہیں دیا جارہا۔ ان کے پروپیگنڈے اور الزام میں کوئی حقیقت نہیں۔ البتہ آئین اور دستور یہ کہتا ہے کہ جب تم اپنے عقائد اور نظریات کی بنیاد پر مسلمان نہیں اور اسلام سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تو تمہیں اپنے آپ کو مسلمان کہلانے اور اسلام کی وہ اصطلاحات جو مسلمانوں کی خاص پہچان ہیں ان کو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں، قادیانی اسلام اور مسلمانوں کا نام استعمال کر کے مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

کیا تعلیماتِ نبوی پر مسیحیت کا اثر ہے؟

ڈاکٹر محمد شمیم اختر قاسمی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذرائع علم کیا تھے؟ خاص طور پر مغرب کے نزدیک یہ مسئلہ ہمیشہ زیر بحث رہا ہے۔ اگر وحی کو ذریعہ ابلاغ تسلیم کرلیا جائے تو سارا مسئلہ ہی ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن بنیادی بات یہی ہے کہ محمد کو نبی تسلیم نہیں کرنا ہے، اس لئے وحی کے ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بڑی مشکل سے انہیں بشریت کا مقام دیا گیا تو عیسائی کلیسا کا رکن سمجھا گیا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ نبی کے معلّمین کارکنان کلیسا تھے۔ اتفاق سے شام کے تجارتی اسفار کا واقعہ مستشرقین کی نظر سے گزرا، تو پھر ان کے لئے راہبوں کو معلم ثابت کرنے میں کوئی کلام نہیں رہ گیا۔ لیکن دقت یہ تھی کہ مختصر وقت کی ملاقات تعلیم وتعلم کے لئے کافی نہیں۔ لہٰذا اس قسم کے معلّمین کو عرب میں تلاش کیا گیا۔ مستشرقین کی نظر ورقہ بن نوفل پر پڑی۔ بڑے وثوق سے کہا گیا کہ یہی آپ کی تعلیم پر مامور ہوئے۔ ان لوگوں نے معلّمین کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی تو یہ بھی کہا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوں کہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہتے تھے اور ان کا تعلق عیسائیت سے تھا، اس لئے مذہب کی تشکیل وتفہیم میں ان سے مدد لی ہوگی۔ یہ بھی کہا گیا کہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعلق بھی عیسائیت سے تھا، کوئی بعید نہیں کہ ان لوگوں سے بھی آپ نے عیسائیت سے واقفیت حاصل کی ہوگی۔ ان سارے لوگوں کا معلّمین ہونا مستشرقین نے ناکافی سمجھا تو ان اہل کتاب عالموں کو بھی اس فہرست میں شامل کردیا، جو مکہ کے قرب وجوار میں رہتے تھے۔ بیش تر مستشرقین مثلاً: سر ولیم میور، بلاشیر، ڈریپر، باڈلے، فلیپ ارلنگی اور گولڈ زیہر وغیرہ نے اسی بات پر زور دیا ہے۔ ''ڈریپر'' لکھتا ہے:

''بحیرا راہب نے بصریٰ کی خانقاہ میں محمد کو نسطوری عقائد کی تعلیم دی.... آپ کے نا تربیت یافتہ اخّاذ دماغ نے نہ صرف اپنے اتالیق کے مذہبی بلکہ فلسفیانہ خیالات کا گہرا اثر قبول کیا... بعد میں آپ کے طرز عمل سے اس امر کی شہادت ملتی ہے کہ نسطوریوں (عیسائیوں کے ایک فرقہ کا نام ہے) کے مذہبی عقائد نے آپ پر کہاں تک قابو لیا تھا۔'' (شبلی نعمانی، سیرۃ النبی، ندوۃ المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۳ء، ج:۱، ص:۱۲۶)

'فلیپ ارلنگی' اپنے ایک مضمون میں متضاد اور ناقابل تسلیم رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''محمد کی مکہ میں اکثر یہودیوں سے ملاقات ہوتی رہتی تھیں... محمد اپنے خادم زید سے جو عیسائیوں کا غلام رہ چکا تھا یہودیوں اور مسیحی مذاہب کے بارے میں استفادہ کی غرض سے سوالات کیا کرتے تھے وہ اپنے خادم سے زیادہ سمجھ دار تھے... مدینہ میں محمد یہودیوں کے شاگرد رہے، یہودیوں ہی نے آپ کی شخصیت سازی کی تھی یہودیوں اور مسیحیوں میں جو داستانیں مشہور تھیں جبرئیل ان سب کو محمد کے سامنے بیان کردیا کرتے تھے۔'' (ڈاکٹر الجبالی نقرہ، مستشرقین اور قرآن، (عربی اسلامی علوم اور مستشرقین (مجموعہ مقالات عربی) مترجم: ڈاکٹر محمد ثناء اللہ ندوی) توحید ایجوکیشنل ٹرسٹ، کشن گنج، بہار، ۲۰۰۴ء، ص:۱۳)

مکہ کے ماحول میں تعلیم کا حصول ممکن نہ تھا:

قریش مکہ کو اپنی زبان دانی پر ضرور ناز تھا۔ مگر ان کے اندر نوشت وخواند سے دل چسپی نہیں تھی۔ یہ صورت اس وقت تک برقرار رہی جب تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے سرفراز کئے جانے کے بعد ان لوگوں کے اندر پڑھنے لکھنے کا داعیہ نہ پیدا کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات سے بھی پتا چلتا ہے کہ آپ کی پرورش جس ماحول اور معاشرہ میں ہوئی اس میں حصول علم کے ذرائع اور مواقع مفقود تھے۔ خاص کر اس بچہ کے لئے جس کے سر سے والدین کا سایہ اٹھ چکا ہو، علم حاصل کرنا بہت مشکل تھا۔ ابوطالب کوئی اتنے بڑے مالدار اور فارغ البال بھی نہ تھے کہ اپنے بچوں سے توجہ ہٹا کر صرف

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر توجہ دیتے۔ اس لئے یہ بات سرے سے بے بنیاد ہے کہ آپ نے حصول علم کے لئے معلّمین کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا تھا، جس کے اثرات نبوت کے بعد ظاہر ہوئے یا اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس سنجیدگی اور فرزانگی کا مظاہرہ کیا وہ اسی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا۔ بلکہ آپ کا طریقہ زندگی ٹھیک اسی نہج پر پروان چڑھا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی۔ وہ کم عمری میں بتوں کے مخالف ہوگئے اور جستجوئے حق میں سرگرداں رہتے۔ (الانبیاء:۱۵-۲۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امیت کے دلائل:

یہ بات تو طے ہے کہ آپ اُمّی تھے۔ قرآن نے بار بار آپ کو اسی لقب سے یاد کیا اور متعارف کرایا ہے۔ چنانچہ کفار و مشرکین کے شکوک وشبہات کا ازالہ اوران کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے قرآن میں فرمایا گیا ہے:

”فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ“

(الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ: ”پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمّی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے اور پیروی اختیار کرو اس کی، امید کہ تم راہِ راست پالوگے۔“

ایک اور مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمّی محض کے طور پر تعارف کراتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

”وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ“ (العنکبوت:۴۸)

ترجمہ: ”(اے نبی) تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ جاتے۔“

نبی اُمّی کی پیروی کرنے کی تائید کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

””وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۝ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا۔“

(الفرقان:۴-۶)

ترجمہ: ”جن لوگوں نے نبی کی بات ماننے سے انکار کردیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ فرقان ایک من گھڑت چیز ہے جسے اس شخص نے آپ ہی گھڑ لیا ہے اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔ ان منکرین نے خلاف واقع من گھڑت بات کہی اور کہتے ہیں یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی چیزیں ہیں۔ جنہیں یہ شخص نقل کرلیتا ہے اور وہی صبح وشام اس کے پاس لکھی جاتی ہیں۔ اے نبی ان سے کہو کہ اسے نازل کیا ہے اس نے جو زمین اور آسمانوں کا بھید جانتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا غفور ورحیم ہے۔“

چالیس سال کی عمر میں غار حرا کے اندر جبرئیل امین وحی لے کر آئے اور آپ سے کہا کہ اے محمد پڑھئے۔ آپ بار بار یہی کہتے رہے کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتہ وحی نے جب آپ کو سینہ سے لگا کر بھینچا تو آپ پڑھنے لگے۔ (ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی)

یہ اور بعض دوسرے واقعات سے یہ بات مزید واضح ہوجاتی ہے کہ آپ پڑھنے لکھنے سے واقف نہ تھے۔ نبوت سے سرفراز کئے جانے کے بعد تبلیغ دین کے لئے آپ نے بہت سے حکمرانوں کے نام خطوط اور فرامین لکھوا کر بھیجے۔ اگر آپ نوشت وخواند سے واقف ہوتے تو ایسا کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار کے قابل اعتراض لفظ کو مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کہا۔ انہوں نے احترام نبوی کا لحاظ کرتے ہوئے جواب دیا یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: بتاؤ! وہ لفظ کہاں ہے؟ حضرت علیؓ نے انگلی رکھ کر بتادیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے مٹایا اور اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھوا دیا۔ (ایضاً، کتاب المناقب، باب عمرۃ القضا)

برسوں علمی ماحول میں رہنے کی وجہ سے بعض لوگ کم از کم اپنے نام کا املا کر ہی لیتے ہیں۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں اور نہ اس سے پڑھے لکھے ہونے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بعض روایتیں ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ تک آپ کے اندر لکھنے پڑھنے کی شدبد پیدا ہوگئی تھی۔ مگر یہ تمام روایتیں موضوع اور کمزور ہیں۔ (سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ندوۃ المصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، ۲۰۰۲ء، ج:۳، ص:)

کفار مکہ نے راہبوں سے علمی استفادہ کا الزام نہیں لگایا:

بتوں کی مذمت اور عقائد و اعمال کے مفاسد کی باتیں سننا کفار ومشرکین کے نزدیک دل شکن بات تو تھی، مگر ان کے لئے زیادہ اچنبھے والی بات یہ تھی کہ سابقہ انبیاء اور ان کے پیروکاروں کی اطلاع آخری نبی کو کہاں سے مل رہی ہے۔ وہ تو پڑھے لکھے نہیں ہیں کہ سابقہ کتابوں سے معلومات اخذ کرسکیں۔ ہو نہ ہو یہ فلاں فلاں عجمی غلاموں سے جنہیں آسمانی کتابوں کا علم ہے، معلومات حاصل کرتے ہوں۔ ان کے نزدیک معلومات کے ذرائع ان کے علاوہ شام کے راہب ہوتے تو وہ ضرور اس کی تشہیر کرتے اور کہتے یہ باتیں انہیں سے سیکھی تھیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ نبی کے ہم عصر دشمنوں میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ تم بچپن میں بحیرا راہب سے جب ملے تھے، اس وقت یہ سارے مضامین ان سے سیکھ لئے تھے اور نہ یہ کہا کہ جوانی میں جب تجارتی سفروں کے سلسلے میں تم باہر جایا کرتے تھے، اس زمانے میں تم نے عیسائی اور یہودی علماء سے یہ معلومات حاصل کی تھیں۔ یہ سفر اکیلے نہیں قافلے کے ساتھ ہوئے تھے اور وہ جانتے تھے کہ ان میں کسی سے کچھ سیکھ کر آنے کا الزام لگائیں گے تو اپنے ہی شہر والے جھٹلائیں گے۔ اس کے علاوہ مکے کا ہر عام آدمی پوچھے گا کہ اگر یہ معلومات اس شخص کو بارہ تیرہ برس کی عمر ہی میں بحیرا سے حاصل ہوگئی تھیں تو آخر یہ شخص کہیں باہر تو نہیں رہتا تھا، ہمارے ہی درمیان رہتا، بستا تھا۔ کیا وجہ ہے کہ چالیس برس کی عمر تک اس کا یہ سارا علم چھپا رہا اور کبھی ایک لفظ بھی اس کی زبان سے ایسا نہ نکلا جو اس کے علم ودانش کی غمازی کرتا؟ (سید ابوالاعلیٰ مودودی، سیرت سرور عالم، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، ۲۰۰۵ء، ج:۱، ص:۲۴۵ اور ص:۲۵۰)

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں: ’’سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آں حضرت کی پیغمبرانہ زندگی پورے ۲۳ برس تک قائم رہی، اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی انسانی معلم سے فیض پاتے رہتے تو ضرور تھا کہ وہ اس پورے زمانہ تک یا بڑی حد تک خلوت وجلوت میں آپ کے ساتھ رہتا کہ وقت ضرورت (نعوذ باللہ) آپ اس سے قرآن بنواتے، احکام و مواعظ سیکھتے، اسرار ونکات معلوم کرتے اور یہ شخص یقیناً مسلمان نہ ہوتا، کیوں کہ جو شخص خود مدعی نبوت کو تعلیم دے رہا ہو، وہ کیوں کر اس کی نبوت کو تسلیم کرسکتا تھا اور پھر اس شہرت عام، ذکر جمیل، رفعت مقام کو دیکھ کر جو مدعی نبوت کو حاصل ہو رہی تھی، وہ خود پردہ کے پیچھے گمنامی پسند کرتا اور صحابہ کرام کی نگاہوں سے اس کا وجود ہمیشہ مستور رہتا، جس عجمی کی نسبت قریش کو شبہ تھا، اگر حقیقت میں آپ اس سے تعلیم حاصل کیا کرتے تو قریش جو آپ کی تکذیب، تذلیل اور آپ کو خاموش کرنے کی تدبیر پر عمل پیرا ہو رہے تھے، ان کے لئے آسان تھا کہ اس غلام عجمی کو الگ کردیتے کہ محمد رسول اللہ کا وحی اور قرآن کا تمام کاروبار دفعتاً درہم برہم ہو جاتا، علاوہ ازیں زیادہ سے زیادہ اس کا وجود مکہ میں تھا، پھر مدینہ میں ۱۳ برس تک سینۂ نبوت سے فیضان الٰہی کا سرچشمہ کیوں کر ابلتا رہا، قرآن شریعت اسلام اور احکام کا بڑا حصہ یہیں وحی ہوا ہے، مکہ میں تو نسبتاً بہت کم سورتیں نازل ہوئیں۔‘‘ (سیرۃ النبی، ج:۳، ص:۲۶۳)

شام کے تجارتی سفر کا تفصیلی پس منظر:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی سفر جو بچپن میں ہوئے اس کی تفصیل جامع الترمذی میں بیان کی گئی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں: ’’ابوطالب رؤسائے قریش کے ہمراہ (ملک) شام کی طرف (تجارت کے لئے) چلے۔ آپ کے ہمراہ رسول اللہ بھی اس سفر میں تھے۔ جب (بحیرا) راہب کے مکان (یا صومعہ) کے قریب پہنچے تو ابوطالب اترے اور لوگوں نے اپنے کجاوے کھول دیئے۔ پادری (راہب) ان کے پاس آیا، اس سے پہلے بھی یہ لوگ یہاں سے گزرا کرتے تھے، مگر راہب ان کے پاس نہ آتا تھا بلکہ التفات بھی نہ کرتا تھا۔ (اب کی دفعہ خلاف معمول خود چل کر آیا) یہ لوگ ابھی کجاوے کھول ہی رہے تھے کہ وہ ان کے درمیان گھس کر چلنے لگا، یہاں تک کہ اس نے آکر رسول اللہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس نے (لوگوں کو مخاطب کرکے) کہا: یہ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عالم کے لئے رحمت بنا کر مبعوث کرے گا اور یہ تمام عالم کے سردار ہیں۔ رؤسائے قریش نے پوچھا یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ پادری نے کہا: جس وقت تم لوگ عقبہ سے چلے ہو تو جتنے پتھر اور درخت تھے، سب سجدہ میں گر پڑے۔ ایک پتھر اور ایک درخت بھی ایسا نہ رہا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ درخت اور پتھر سوائے پیغمبر کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کی مہر نبوت بھی پہچانتا ہوں جو آپ کے مونڈھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے، پھر وہ پادری واپس چلا گیا اور ان لوگوں کے لئے کھانا تیار کرنے لگا جس وقت وہ کھانا لے کر ان کے پاس آیا تو آپ اونٹوں کے چرانے میں

مصروف تھے۔ اس نے آپ کو بلا بھیجا، جس وقت حضور وہاں سے چلے تو ایک بدلی آپ کے سر پر سایہ کئے ہوئے تھی، جب آپ لوگوں کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ مجھ سے پہلے درختوں کے سایوں کی جگہ قبضہ کر چکے ہیں۔ جب آپ بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا، پادری نے لوگوں سے کہا: دیکھو اس درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ پادری ان کے پاس کھڑا ہوا قسمیں کھا کھا کر ان کو سمجھا رہا تھا کہ ان کو روم کی طرف نہ لے جاؤ، کیوں کہ رومی لوگ اگر ان کو دیکھیں گے تو صفت و علامات سے ان کو پہچان لیں گے (کہ یہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی ہیں) اور آپ کو قتل کر ڈالیں گے۔ اتنے میں اس نے منہ موڑ کر کیا دیکھا کہ سات آدمی روم کی طرف سے چلے آرہے ہیں پادری نے ان کا استقبال کیا اور ان سے پوچھا کہ تم کیوں آئے؟ انہوں نے کہا ہم اس لئے آئے ہیں کہ ایک نبی اس مہینہ میں نکلنے والے ہیں۔ پس کوئی راستہ ایسا نہیں جہاں چند آدمی نہ بھیجے گئے ہوں اور ہمیں ان کی خبر ملی ہے تو ہمیں اس راستہ کی طرف بھیجا گیا ہے۔ پادری نے پوچھا کیا تم لوگوں کے پیچھے کوئی تم سے بہتر آدمی بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں تو آپ کے اسی راستہ کی خبر دی گئی ہے (اور کچھ نہیں بتایا گیا) پادری نے کہا اچھا تو یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی امر کا ارادہ کیا ہو تو کیا انسان کی طاقت ہے کہ اسے روک دے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ الغرض انہوں نے آپ سے بیعت کر لی اور آپ کے ساتھ مقیم رہے۔ پادری نے قریش سے کہا تمہیں خدا کی قسم یہ بتاؤ کہ تم میں اس کا ولی (سرپرست) کون ہے؟ انہوں نے کہا: ابو طالب (آپ کے چچا اور سرپرست ہیں) پادری نے قسمیں دے کر ابو طالب سے کہا کہ انہیں واپس لے جاؤ۔ آخر ابو طالب نے آپ کو مکہ واپس بھیج دیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ہمراہ بلال کو بھیجا اور اس پادری نے آپ کو زادِ راہ کے لئے روٹیاں اور روغن دیا۔" (محمد بن عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی بدء نبوۃ النبی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی اسفار صحیح تناظر میں:

حضور کے تجارتی اسفار جو ملک شام کے لئے ہوئے، اس سے متعلق جو تفصیلات بعض کتب احادیث و سیر اور تاریخ میں ملتی ہیں اور جیسا کہ ابھی اوپر تفصیلی روایت گزری ہے۔ اس میں سے نا قابل فہم باتوں کو نکال دیا جائے تو اس کا سیدھا سادا مطلب یہی نکل کر سامنے آتا ہے کہ آپ نے پہلی مرتبہ شام کا سفر اس وقت کیا، جب کہ آپ کی عمر مشہور روایت کے مطابق ۱۲ سال کی تھی۔ یہ سفر آپ کا اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ہوا تھا۔ جب یہ تجارتی قافلہ منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا، شام کے علاقہ بصریٰ کے مقام پر پہنچا تو ایک جگہ قیام کیا۔ یہاں سے کچھ فاصلہ پر عیسائیوں کی ایک خانقاہ تھی۔ اس میں بحیرا نام کا ایک راہب رہتا تھا۔ خلاف معمول یہ راہب اپنے صومعے سے نکلا اور قافلہ والوں کو دیکھنے لگا۔ اسے اس قافلہ والوں میں سے کسی ایک آدمی کے متعلق غیر معمولی باتیں نظر آنے لگیں۔ صحیح صورت حال جاننے کے لئے اس نے اس تجارتی قافلہ کی دعوت کی۔ وقت مقررہ پر سارے لوگ کھانے کے لئے پہنچے اور دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ راہب کی نظر اس کم سن بچہ پر پڑی۔ وہ اسے بغور دیکھتا رہا۔ اسے اس بچہ کے چہرہ بشرہ سے غیر معمولی بلندی کے آثار نظر آرہے تھے اور وہ علامات بھی نظر آرہی تھیں جو نبی آخر الزماں کے متعلق وہ اپنی آسمانی کتابوں میں پڑھ چکا تھا۔ چنانچہ وہ حضور کے قریب ہوا اور آپ سے مخاطب ہو کر کچھ پوچھنے لگا۔ آپ نے کم عمر ہونے کے باوجود اس کے سارے سوالوں کا صحیح صحیح جواب دے دیا۔ اس سے اسے اتنا اندازہ تو ہو گیا کہ ہونہ ہو یہی بچہ آگے چل کر آخری نبی مقرر ہو، مگر اس نے یقین سے کچھ کہنے کے بجائے ابو طالب سے کہا کہ یہ بچہ بلند اقبال والا ہے، تم اس کی اچھی طرح نگہداشت اور پرورش و پرداخت کرنا۔ ابن اسحاق کے بقول بحیرا راہب نے ابو طالب سے یہ بھی کہا:

"آپ اپنے بھتیجے کو وطن واپس لے جائیں اور یہود سے اس کو بچائیں۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے دیکھ لیا اور وہ علامتیں پہچان لیں جو میں نے پہچانی ہیں تو وہ اسے ضرر پہنچائیں گے۔ آپ کا بھتیجا بڑی عظمت والا ہے۔"

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو تفصیل سے نقل کیا ہے۔ بحث کے شروع میں انہوں نے اس کے متعلق جو باتیں تحریر کی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راہب نے ان کے چچا سے حضور کی حفاظت اور اچھی طرح پرورش و پرداخت کرنے کی بات کہی تھی، نہ کہ یہ کہا تھا کہ یہ بچہ نبی آخر الزماں بننے والا ہے۔ ابن جریر طبری نے اس واقعہ سے متعلق تمام رطب و یابس باتوں کو حذف کر دیا ہے، البتہ انہوں نے ابو موسیٰ اشعری کے حوالے سے وہی روایت نقل کی ہے جسے ترمذی نے نقل کیا ہے۔ (جاری ہے)

خدا و رسول ﷺ کے بارے میں

مرزائی کذب وافترأ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں کی علمائے اُمت نے ہر پہلو سے قلعی کھول دی ہے، اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا، انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کے سچے وارثوں کا بنیادی وصف صدق و راست گفتاری ہے، نبی کی زبان پر کبھی خلاف واقعہ بات آ ہی نہیں سکتی، اور جو شخص جھوٹ کا عادی ہو وہ نبی تو کجا شریف آدمی کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

جو لوگ نبوت و رسالت یا مجددیت و مہدویت کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں، حق تعالیٰ شانہ ان کی ذلت و رسوائی کے لئے ان کا جھوٹ ان ہی کی زبان سے کھول دیتے ہیں، شیخ مُلّا علی قاریؒ ”شرح فقہ اکبر“ میں لکھتے ہیں:

”ما من احد ادعی النبوة من الکذابین الّا وقد ظھر علیه من الجھل والکذب لمن له ادنیٰ تمییز بل وقد قیل: ما اسر احد سریرۃً الّا اظھر اللہ علی صفحات وجھه وفلتات لسانه.“

(شرح فقہ اکبر ص:۳۷ طبع مجتبائی)

ترجمہ:... ”جھوٹے لوگوں میں سے جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا، اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل و تمیز کے شخص پر بھی اس کا جہل و کذب واضح کر دیا، بلکہ کہا گیا ہے کہ جس نے بھی اپنے دل میں کوئی بات چھپائی، اللہ تعالیٰ نے اس کے چہرے پر اور زبان کی گفتگو میں اس کو ظاہر کر کے چھوڑا۔“

راقم الحروف نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا کی تحریر میں سچائی اور راستی کا تلاش کرنا کار عبث ہے، بڑے بڑے جھوٹے بھی کبھی سچی بات کہہ دیتے ہیں، لیکن مرزا نے گویا قسم کھا رکھی ہے کہ وہ کلمہ طیبہ بھی پڑھے گا تو اس میں اپنے جھوٹ کی آمیزش ضرور کرے گا۔ اس مضمون میں بطور نمونہ مرزا کے بیس جھوٹ ذکر کئے گئے ہیں، دس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر، دس حق تعالیٰ شانہ پر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر مرزا کے دس جھوٹ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی غلط بات کو منسوب کرنا خبیث ترین گناہ کبیرہ ہے، احادیث متواترہ میں اس پر دوزخ کی وعید آئی ہے، اور جس شخص کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ اس نے ایک بات بھی جھوٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہے، وہ مفتری اور کذاب ہے، اور اس کی کوئی بات اور کوئی روایت لائق اعتماد نہیں رہتی۔

مرزا غلام احمد قادیانی اس معاملہ میں نہایت بے باک اور جری تھا، وہ بات بات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا پردازی کرنے کا عادی تھا، یہاں اس کی دس مثالیں پیش کرتا ہوں:

۱:... ”انبیائے گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگا دی کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔“

(اربعین نمبر۲، ص:۲۳)

انبیائے گزشتہ کی تعداد کم و بیش ہے، ان کی طرف مرزا نے دو باتیں منسوب کی ہیں، مسیح کا چودھویں صدی کے سر پر آنا، اور پنجاب میں آنا، اور یہ نسبت خالص جھوٹ ہے، اس طرح مرزا نے صرف ایک فقرہ میں ڈھائی لاکھ جھوٹ جمع کرنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے۔

نوٹ:... پہلے ایڈیشن میں انبیائے گزشتہ کا لفظ تھا، بعد میں اس کی جگہ ”اولیائے گزشتہ“ کا لفظ کر دیا گیا، اس تحریف کے بعد بھی جھوٹ کی سنگینی میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔

۲:... ”مسیح موعود کی نسبت تو آثار میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم، ص:۱۸۶، روحانی خزائن، ج:۲۱، ص:۳۵۷)

آثار کا لفظ کم از کم تین احادیث پر بولا جاتا ہے، حالانکہ یہ مضمون کسی حدیث میں نہیں۔

۳:... ”ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ (مسیح موعود) صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا...... اور لکھا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کی رو سے دو صدیوں پر اشتراک رکھے گا اور دو نام پائے گا، اور اس کی پیدائش دو خاندان سے اشتراک رکھے گی، اور چوتھی دوگونہ

صفت یہ کہ اس کی پیدائش میں جوڑے کے طور پر پیدا ہوگا، سو یہ سب نشانیاں ظاہر ہوگئیں۔‘‘ (ضمیمہ براہین پنجم ص:۱۸۸، روحانی خزائن ج:۲۱ ص:۳۵۹)

اس فقرہ میں مرزا نے چھ باتیں احادیث صحیحہ کی طرف منسوب کی ہیں، حالانکہ ان میں سے ایک بات بھی کسی ’’حدیث صحیح‘‘ میں نہیں آئی، اس لئے اس فقرے میں اٹھارہ جھوٹ ہوئے۔

۴:…’’ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خداتعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا کہ: ’’کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا‘‘ یعنی ہند میں ایک نبی گزرا جو سیاہ رنگ کا تھا اور نام اس کا کاہن تھا، یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ چشمہ معرفت، ص:۱۰، روحانی خزائن، ج:۲۳، ص:۳۸۲)

مرزا کی ذکر کردہ حدیث کسی کتاب میں موجود نہیں، اس لئے یہ خالص اِفترا ہے، ظالم کو عربی کی صحیح عبارت بھی نہ بنانی آئی، ’’سیاہ رنگ‘‘ شاید اپنی تصویر دیکھ کر یاد آ گیا۔

۵:…’’اور آپ سے پوچھا گیا کہ زبان پارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبانِ پارسی میں بھی اترا ہے، جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے: ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم۔‘‘ (ضمیمہ چشمہ معرفت، ص:۱۰، روحانی خزائن، ج:۲۳، ص:۳۸۲)

یہ مضمون بھی کسی حدیث میں نہیں، خالص جھوٹ اور اِفترا ہے۔

۶:…’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔‘‘ (اشتہار مریدوں کے لئے ہدایت، مؤرخہ ۱۲؍اگست ۱۹۰۷ء)

وبا کی جگہ کو بلاتوقف چھوڑ دینے کا حکم کسی حدیث میں نہیں، یہ خالص مرزائی جھوٹ ہے، بلکہ اس کے برعکس حکم ہے کہ اس جگہ کو نہ چھوڑا جائے:

’’واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ.‘‘

(متفق علیہ مشکوٰۃ ص:۱۳۵)

۷:…’’افسوس ہے کہ وہ حدیث بھی اسی زمانہ میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہیں۔‘‘ (اعجاز احمدی، ص:۱۳، روحانی خزائن ج:۱۹، ص:۱۲۰)

مسیح کے زمانہ کے علماء کے بارے میں یہ بات ہرگز نہیں فرمائی گئی، یہ ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اِفترا ہے اور دوسری طرف علمائے اُمت پر صریح بہتان ہے۔

۸:…’’چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی، جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا، اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص:۴۰، روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۳۲۴)

’’چھپی ہوئی کتاب‘‘ کا مضمون کسی ’’صحیح حدیث‘‘ میں نہیں، لطف یہ ہے کہ مرزا نے اپنے تین سو تیرہ اصحاب کے جو نام ازالہ اوہام میں لکھے تھے، ان میں سے کئی مرزا کی صحابیت سے نکل گئے، اس لئے یہ جھوٹی روایت بھی اس کی جھوٹی مہدویت پر راست نہ آئی۔

۹:…’’مگر ضرور تھا کہ وہ مجھے کافر کہتے اور میرا نام دجال رکھتے کیونکہ احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہ فرمایا تھا کہ اس مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا، اور اس وقت کے شریر مولوی اسے کافر کہیں گے، اور ایسا جوش دکھلائیں گے کہ اگر ممکن ہوتا تو اس کو قتل کر ڈالتے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم، ص:۳۸، روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۳۲۲)

اس عبارت میں تین باتیں ’’احادیث صحیحہ‘‘ کے حوالے سے کہی گئی ہیں، اور تینوں جھوٹ ہیں، اس لئے اس عبارت میں نو جھوٹ ہوئے۔

۱۰:…’’بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے، اور آخری آدم پہلے کی طرز ظہور پر الف ششم کے آخر میں جو روز ششم کے حکم میں ہے پیدا ہونے والا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام، ص:۶۹۶، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۴۷۵)

آخری آدم کا فسانہ کسی حدیث میں نہیں آتا، اس لئے یہ بھی خالص جھوٹ ہے، دنیا کی عمر کے بارے میں بعض روایات آتی ہیں، مگر وہ روایات ضعیف ہیں، اور محدثین نے ان کو ’’ابین الکذب‘‘ سے تعبیر کیا ہے۔

(موضوعات کبیر ص:۱۶۲)

اِفترا علی اللہ کی دس مثالیں:

۱:…’’سورہ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس اُمت کا نام مریم رکھا گیا ہے، اور پھر پوری اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہوگیا اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن

مریم رکھا۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص:۱۸۹، روحانی خزائن، ج:۲۱ ص:۳۶۱)

سورۂ تحریم سب کے سامنے موجود ہے، مرزا نے صریح طور پر جن امور کا سورہ تحریم میں بیان کیا جانا ذکر کیا ہے، کیا یہ صریح اِفترا علی اللہ نہیں؟

۲:…’’لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر (یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر) ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا، اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا، یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا، یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام ’’حصور‘‘ رکھا، مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا، کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔‘‘ (دافع البلاء، ص:۴، روحانی خزائن، ج:۱۸، ص:۲۲۰)

حضرات انبیائے کرام کی طرف فواحش کا منسوب کرنا کفر ہے۔ مرزا قادیانی ایسے قصے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتا ہے، اور ایسے کفر صریح کے لئے قرآن کریم کے لفظ ’’حصور‘‘ کا حوالہ دیتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان قصوں میں ملوث تھے، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بہتان بھی ہے اور اِفترا علی اللہ بھی۔

۳:…’’اور اس عاجز کو جو خدا تعالیٰ نے آدم مقرر کرکے بھیجا……اور ضرور تھا کہ وہ ابن مریم جس کا انجیل اور فرقان میں آدم بھی نام رکھا گیا ہے ……‘‘ (ازالہ اوہام، ص:۶۹۶، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۴۷۵)

یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن کریم میں آدم رکھا گیا ہے، خالص جھوٹ ہے، اور اس مضمون کو انجیل سے منسوب کرنا دوسرا جھوٹ ہے، اور یہ کہنا کہ مرزا کو اللہ تعالیٰ نے آدم مقرر کرکے بھیجا ہے، یہ تیسرا جھوٹ ہے۔

۴:…’’اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے، اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ: ھو الذی ارسل رسولہ….. کلہ۔‘‘ (اعجاز احمدی ص:۷، روحانی خزائن، ج:۱۹، ص:۱۱۳)

کون نہیں جانتا کہ اس آیت کریمہ کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے، پس یہ کہنا کہ تیری خبر قرآن میں ہے، ایک جھوٹ، حدیث میں ہے، دوسرا جھوٹ اور مرزا اس آیت کا مصداق ہے، تیسرا جھوٹ۔ اور ان تمام باتوں کو ’’مجھے بتلایا گیا ہے‘‘ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا بدترین اِفترا علی اللہ ہے۔

۵:…’’قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیش گوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص:۷۲ حاشیہ، روحانی خزائن، ج:۳، ص:۱۳۹)

یہ بھی سفید جھوٹ اور اِفترا علی اللہ ہے۔

۶:…’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا، وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے، اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرۂ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘ (اربعین نمبر:۳ ص:۱۷، روحانی خزائن، ج:۱۷، ص:۴۰۴)

ان چھ باتوں کو قرآن کریم کی پیش گوئیاں قرار دینا سفید جھوٹ اور اِفترا علی اللہ ہے۔

۷:…’’پھر خدائے کریم جل شانہ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔‘‘ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات، ج:۱، ص:۱۰۲)

اس اشتہار کے بعد مرزا کے عقد میں کوئی خاتون نہیں آئی، نسل کیسے چلتی؟ اس لئے اس فقرے میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو بشارت منسوب کی گئی ہے یہ دروغ بے فروغ اور افترائے خالص ہے۔

۸:…’’الہام بکر و ثیب، یعنی خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ، چنانچہ یہ الہام جو بکر سے متعلق تھا پورا ہوگیا……اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔‘‘ (ضمیمہ تریاق القلوب ص:۳۴، روحانی خزائن ص:۲۰۱)

مرزا کے نکاح میں کوئی ثیب نہیں، محمدی بیگم کے بیوہ ہونے کے انتظار میں ساری عمر کٹ گئی مگر وہ بیوہ نہ ہوئی، اس لئے ’’بکر و ثیب‘‘ کا الہام محض اِفترا علی اللہ ثابت ہوا۔

۹:…’’شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس عاجز پر ظاہر ہوگیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا سو اس کا نام

بشیر ہوگا.....اب زیادہ تر الہام اس بات پر ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک نکاح تمہیں کرنا پڑے گا، اور جناب الٰہی میں یہ قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی۔“

(مکتوبات احمدیہ، ج:۵، ص:۲)

یہ سارا مضمون سفید جھوٹ ثابت ہوا۔

۱۰:...”اس خدائے قادر وحکیم ومطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محترمہ محمدی بیگم مرحومہ) کے لئے سلسلہ جنبانی کر......پھر ان دنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔“ (اشتہار۱۰رجولائی۱۸۸۸ء)

یہ بھی دروغ خالص ثابت ہوا، مرزا، محمدی بیگم کی حسرت لے کر دنیا سے رخصت ہوا، اس عفت مآب کا سایہ بھی مدۃ العمر نصیب نہ ہوا، اور اس سلسلہ میں جتنے ”الہامات“ گھڑے تھے، سب جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئے، مرزا نے اس نکاح کے سلسلہ میں کہا تھا:

”یاد رکھو! کہ اس پیش گوئی کی دوسری جزو (یعنی سلطان محمد کا مرنا اور اس کی بیوہ کا مرزا کے نکاح میں آنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم، ص:۵۴، روحانی خزائن، ج:۱۱، ص:۳۳۸)

اللہ تعالیٰ نے ثابت کردیا کہ مرزا واقعتاً اپنے اس فقرہ کا مصداق تھا۔

☆☆......................☆☆

اسلام مخالف فلم پر فوری پابندی لگائی جائے: قاری محمد عثمان

فلم اسلامی اقدار منبر ومحراب کا کردار مجروح کرنے کی ناپاک کوشش ہے

فلم پر فوری پابندی عائد نہ کی گئی تو راست اقدام پر مجبور ہوں گے، رہنما جے یو آئی

کراچی (نیوز رپورٹر) جمعیت علماء اسلام کے رہنماء قاری محمد عثمان نے کہا کہ اسلام مخالف فلم ”زندگی تماشا“ پر فوری پابندی لگائی جائے۔ شعائر اسلام اور مذہب کی توہین کسی صورت برداشت نہیں کرسکتے۔ فلم مذہبی معاشرے، اسلامی اقدار، منبر ومحراب کا کردار مجروح کرنے کی ناپاک کوشش ہے۔ ناموس رسالت کے قانون کو متنازعہ بنانے کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ اگر فلم پر فوری پابندی عائد نہ کی گئی تو راست اقدام پر مجبور ہوں گے۔ مساجد ومدارس دینیہ کے خلاف ہرزہ سرائی بند کی جائے، ورنہ ایسی زبانیں کھینچنا جانتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مختلف دینی مدارس کے علماء کرام کے وفود اور مختلف مکاتب فکر کے علماء ورہنماؤں سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ قاری محمد عثمان نے کہا کہ علماء کرام اور دین اسلام کی توہین پر مبنی فلم شرمناک عمل ہے۔ فلم کا مقصد دین اسلام، مدارس ومساجد اور علماء کرام کو مطعون کرنا اور ان کی عزت ووقار کو مجروح کرنا ہے۔ فلم کے پروڈیوسر سرمد سلطان کھوسٹ جان بوجھ کر معاشرے کے پرامن ماحول کو انارکی کی طرف دھکیلنے کی سازش کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افسوس کا مقام یہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں ایک ایسی ناجائز فلم ریلیز کی جارہی ہے جو سراسر اسلامی معاشرے کے خلاف اور ناقابل برداشت ہے۔ اس مذموم حرکت کی پشت پر چھپے عناصر پاکستان میں بہتر ہوتی ہوئی امن وامان کی صورتحال کو انتشار وشدت کی طرف دھکیلنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پیمرا اور دیگر متعلقہ ادارے فوری طور پر اس توہین آمیز فلم کی ریلیز رکوا کر ملوث عناصر کو بے نقاب کرکے کارروائی عمل میں لائیں بصورت دیگر حالات کی تمام تر ذمہ داری ریاست پر عائد ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے جذبات دانستہ مجروح کرنے اور انہیں ذہنی اذیت سے دوچار کرنے کے لئے ایسی توہین آمیز فلم ریلیز کی جارہی ہے۔ امت مسلمہ کی وحدت اور اتفاق کو زک پہنچانے کی کوشش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ قاری محمد عثمان نے کہا کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے اسلامی ملک میں توہین آمیز فلموں کے ذریعے اسلام اور شعائر دین کے خلاف پروپیگنڈے شرمناک ہیں۔ جمعیت علماء اسلام اور مذہبی قیادت سنجیدگی اور باریکی سے اس مسئلے کو دیکھ رہی ہے۔ منافی اسلام فلم کی ریلیز نہ رکوانے کی صورت میں ملک گیر احتجاجی تحریک شروع کردیں گے۔

خواتین کا ذوقِ عبادت!

مولانا محمد غیاث الدین حسامی

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے مقصدِ زندگی کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے انسانوں اور جنات کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔(الذاریات ۵۶) یہی بات ایک حدیث قدسی میں کچھ تفصیل کے ساتھ ہے کہ اے میرے بندو! میں نے تمہیں اس لئے پیدا نہیں کیا کہ تم تنہائی میں میرے انیس بنو، اور نہ اس لئے کہ قلت میں تمہارے ذریعے میں کثرت حاصل کروں اور نہ اس لئے کہ تنہا ہونے کے باعث کسی کام کے کرنے سے عاجز ہو کر میں تمہاری مدد کا طلب گار بنوں اور نہ اس لئے کہ تمہارے ذریعہ کوئی نفع حاصل کروں یا کسی مضرت کو دفع کروں، میں نے تو تمہیں اس لئے پیدا کیا کہ تم زندگی بھر میری بندگی اختیار کرو، کثرت سے میرا ذکر کرو اور صبح و شام میری تسبیح پڑھتے رہو۔ (عبادت کا حقیقی مفہوم مصنف ڈاکٹر یوسف القرضاوی ۳۴)

عبادت کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے ہر فرد بشر سے ایک مضبوط عہد لیا ہے، جسے قرآن مجید نے واضح الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ اے آدم علیہ السلام کی اولاد! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا ہے کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا؛ اس لئے کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اور میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا راستہ ہے۔ (سورہ یٰسین: ۶۰-۶۱) لیکن انسان گردشِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس وعدۂ خداوندی کو بھول گیا، اور ایک خدا کی عبادت کی بجائے کئی خداؤں کی عبادت کرنے لگا، اور ہر ذی اثر چیز کو خدا کا درجہ دے دیا، اس کی اسی غفلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں اور نزولِ کتب کا سلسلہ شروع کیا، جس کے ذریعہ پوری انسانیت کو ایک اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے اس وعدے کو یاد دلایا اور انھیں بندوں کی عبادت سے نکال کر اللہ کی عبادت کی طرف پھیر دیا، ان نیک فطرت نبیوں اور رسولوں کا اپنی قوم کے لئے ایک ہی نعرہ تھا کہ اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارے لئے کوئی معبود نہیں ہے، قرآن کریم کی بہت سی آیتوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث میں عبادت کی بہت تاکید کی گئی ہے، اور یہ بھی بتلادیا گیا ہے کہ جو شخص اپنے مقصدِ زندگی (عبادت) میں کامیاب ہوگا وہی رب کی رضا اور خوشنودی حاصل کرے گا اور جو ناکام و نامراد ہوگا وہ رب کی ناراضگی کی وجہ سے عذاب وعقاب کا مستحق ہوگا؛ اس لئے بندے کی اصل کامیابی حکمِ الٰہی اور طریقۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عبادت کرنے میں مضمر ہے، اور جو بندہ عبادت و بندگی کے علاوہ دوسرے طریقہ میں کامیابی کا طلب گار ہوگا، اُس کے لئے ناکامی لکھ دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مردوں کے اوصافِ بندگی کے ساتھ ساتھ عورتوں کے اوصافِ عبادت کو بھی ذکر کیا، اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب کا انھیں بھی مستحق قرار دیا، جس کی طرف قرآن کریم کی یہ آیت اشارہ کررہی ہے: ”یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنے ستر کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنے ستر کی حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہے۔“ (الاحزاب: ۳۵)

تاریخِ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ ابتدائے اسلام سے آج تک عبادت و بندگی کے اس حکم پر جہاں مردوں نے عمل کیا ہے وہیں عورتیں بھی کسی سے پیچھے نہیں رہیں، خالق کائنات کی رضا جوئی کے لئے جہاں مرد اپنی راتوں کو عبادت سے مزین کریں وہیں عورتیں بھی اطاعت و بندگی کے ذریعہ اپنی راتوں کو سجائیں، اور اپنے مولیٰ سے ہم کلامی کے لئے شب بیداری اور آہِ سحر گاہی کا معمول بنائیں، جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پورے جذبہ کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوا کرتے وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے والی ازواجِ مطہرات بھی پورے شوق وجذبہ کے ساتھ فریضۂ بندگی بجالاتیں، جہاں صحابہ طریقۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عبادت کیا کرتے وہیں، صحابیات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی مطابق عمل کرتیں، اور جس طرح عبادت کے میدان میں حسن بصریؒ جیسے باکمال ولی پیدا ہوئے اسی طرح رابعہ بصریہؒ جیسی ولیہ بھی پیدا ہوئیں، عبادت گزاروں کی فہرست اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتی؛ جب تک ان برگزیدہ خواتین کا تذکرہ نہ کیا جائے، جن کے جذبۂ عبادت و بندگی اور رضائے الٰہی کے حصول کی کوششوں کو دیکھ کر موجودہ دور کی خواتین بھی اپنے مقصدِ زندگی کو یاد کرسکتی ہے اور اپنے مولیٰ حقیقی کی عبادت میں ہمہ تن مصروف ہوسکتی ہے۔

خیرالقرون اور دورِ سلف صالحین کی خواتین کو عبادت کا اتنا زیادہ شوق تھا کہ اپنے دن ورات کا اکثر حصہ عبادتِ الٰہی میں گزارتیں اور اپنے آپ کو ان اعمال میں لگاتیں جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے والے ہوتے، عبادت کے ذریعہ اس مقام و مرتبہ پر پہونچ گئی تھیں جس تک آج کے بڑے بڑے ولی صفت انسان کا بھی پہنچنا مشکل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیوی حضرت عائشہ صدیقہؓ عبادت گزار تھیں، اللہ سے نہایت ڈرنے والی تھیں، چاشت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھیں، رمضان المبارک میں تراویح کا خاص اہتمام کرتیں، ان کا غلام نمازِ تراویح میں امامت کرتا اور وہ مقتدی ہوتیں، اکثر روزے رکھا کرتیں، پورے جذبہ کے ساتھ ہر سال برابر حج ادا کرتیں، غلاموں پر شفقت کرتیں اور ان کو خرید کر آزاد کرتیں۔ (شرح بلوغ المرام)

امّ المومنین حضرت امّ سلمہؓ کی زندگی نہایت زاہدانہ تھی، انھیں عبادت الٰہی سے بہت زیادہ لگاؤ تھا، رمضان شریف کے علاوہ ہر مہینہ میں تین روزے پابندی کے ساتھ رکھا کرتیں، اطاعتِ خداوندی ہر عمل میں صاف نظر آتا تھا، جہاں اوامر کی بے حد پابند تھیں وہیں نواہی سے بھی بچنے کا التزام کرتی تھیں۔ (ابن سعد)

امّ المومنین حضرت زینب بنت جحشؓ بڑی دیندار، پرہیزگار، حق گو اور رونے والی تھیں، ان کی عبادت وزہد کا اعتراف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب ''الاصابۃ'' میں ایک واقعہ تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، حضرت زینبؓ بھی اس موقع پر موجود تھیں، انھوں نے کوئی ایسی بات کہی جو حضرت عمرؓ کو پسند نہیں آئی، انھوں نے ذرا تلخ انداز میں حضرت زینبؓ کو دخل دینے سے منع کیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمرؓ! انھیں کچھ نہ کہو یہ اوّاہ (خدا سے ڈرنے والی) ہیں۔

امّ المومنین حضرت جویریہؓ بھی بڑی عبادت گزار اور زاہدانہ زندگی گزارنے والی خاتون تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اکثر عبادت و بندگی میں مشغول پاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی گھر سے باہر جاتے یا گھر تشریف لاتے تو انھیں اپنے ربّ سے راز و نیاز کرتے ہوئے پاتے، ایک دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صبح کے وقت اپنے گھر کی مسجد (نماز کی جگہ) میں عبادت کرتے ہوئے دیکھا پھر ضروریات سے فارغ ہوکر آئے تو بھی اسی حالت میں ان کو پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم ہمیشہ اسی طرح عبادت کرتی رہتی ہو، انھوں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمات پڑھا کرو ان کو تمہاری نفل عبادت پر ترجیح حاصل ہے: ''سبحان اللّٰہ، سبحان اللّٰہ عدد خلقہ سبحان اللّٰہ عدد خلقہ سبحان اللّٰہ رضی نفسہ سبحان اللّٰہ رضی نفسہ، سبحان اللّٰہ زنۃ عرشہ سبحان اللّٰہ زنۃ عرشہ، سبحان اللّٰہ مداد کلماتہ، سبحان اللّٰہ مداد کلماتہ۔'' (مسند احمد، حدیث جویریہ بنت الحارث، حدیث نمبر ۸۰۳۳/ ناشر موسسۃ الرسالۃ)

مسند احمد میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بارہ رکعات نفل روزانہ پڑھے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حضرت امّ حبیبہؓ بھی سن رہی تھیں، اس کے بعد پوری زندگی یہ بارہ رکعات ان کے معمول میں رہیں کبھی ان کو ترک نہیں کیا۔ (مسند احمد حدیث ابی موسیٰ الاشعری حدیث نمبر ۹۰۷۹۱/ ناشر موسسۃ الرسالۃ)

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو عبادتِ الٰہی سے بے انتہا شغف تھا، ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ تہجد گزار اور کثرت سے روزے رکھنے والی تھیں، خوفِ الٰہی سے ہر وقت لرزاں اور ترساں رہتی تھیں، زبان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں فاطمہؓ کو دیکھتا تھا کہ کھانا پکاتی تھیں، اور

ساتھ ساتھ خدا کا ذکر کرتی جاتی تھیں، حضرت سلمان فارسیؓ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ گھر کے کام کاج میں لگی رہتی تھیں اور قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھیں، وہ چکی پیستے وقت بھی قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں، علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں ان کی اسی عادت کی طرف اشارہ کیا ہے، شعر:

آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان ولب قرآں سرا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ فاطمہؓ اللہ تعالی کی بے انتہا عبادت کرتی تھیں؛ لیکن گھر کے کام میں کوئی فرق نہیں آنے دیتی تھیں، سیدنا حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو صبح سے شام تک محراب عبادت میں اللہ تعالی کے آگے گریہ و زاری کرتے، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا، اور یہ دعائیں وہ اپنے لئے نہیں؛ بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے مانگتی تھیں، عبادت کرتے وقت آپ کا نورانی چہرہ زرد ہوجاتا تھا، جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ اکثر مصلی آنسوؤں سے بھیگ جاتا تھا، حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی عبادت کا یہ حال تھا کہ اکثر ساری رات نماز میں گزار دیتی تھیں بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی عبادتِ الٰہی کو ترک نہیں کرتی تھیں، اللہ تعالی کی عبادت، اس کے احکام کی تعمیل اور اس کی رضا جوئی اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ان کے رگ و ریشے میں سما گئی تھیں۔ (سیرت فاطمۃ الزہراؓ)

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ عبادت و بندگی میں شہرہ رکھتی تھیں، نہایت درجہ کی عابدہ اور زاہدہ تھیں، کثرت عبادت ان کا خصوصی وصف تھا، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے، بہت سے صحابیات بھی شریک نماز تھیں، ان میں حضرت اسماءؓ بھی شامل تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو کئی گھنٹے طویل کیا، حضرت اسماءؓ کی طبیعت کچھ کمزور تھی، تھک کر چور چور ہوگئیں؛ لیکن بڑے استقلال سے کھڑی رہیں، جب نماز ختم ہوئی تو غش کھا کر گر پڑیں، چہرے اور سر پر پانی چھڑکا گیا تو ہوش میں آئیں۔ (بخاری شریف، باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف، حدیث نمبر ۳۵۰۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی حضرت امّ الفضلؓ نہایت پرہیز گار اور عبادت گزار تھیں، بعض روایتوں میں ہے کہ وہ ہر پیر اور جمعرات کو ہمیشہ روزہ رکھا کرتی تھیں۔

حضرت خولاءؓ بھی عبادت الٰہی سے کافی شغف رکھتی تھیں اور ساری رات عبادت اور نماز پڑھنے میں گزارتی تھیں ان کا تذکرہ مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں حضرت خولاءؓ کا ادھر سے گزر ہوا تو حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خولاءؓ ہے، جو پوری رات عبادت میں گزارتی ہے اور رات بھر سوتی نہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب سے فرمایا کہ رات بھر نہیں سوتیں؟ پھر فرمایا کہ انسان کو اتنا ہی کام کرنا چاہیے جسے وہ ہمیشہ نباہ سکے۔ (مسند احمد، مسند عائشہ حدیث نمبر ۲۳۶۵۲/ ناشر موسسۃ الرسالۃ)

حضرت صفوان بن معطلؓ کی اہلیہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر شکایت کرنے لگی کہ ان کے شوہر انھیں نماز پڑھنے کی بنا پر تختی کرتے ہیں، جب میں روزہ رکھتی ہوں تو میرا روزہ بھی تڑوا دیتے ہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن معطلؓ سے وجہ دریافت کی تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز میں دو لمبی لمبی سورتیں پڑھتی ہیں اور میں انھیں اس سے

عقیدہ ختم نبوت کا دفاع دراصل اسلام کا دفاع ہے: علماء کرام

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم، پیر رضوان نفیس، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا علیم الدین شاکر نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے، تمام مسلمانوں کو اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جذبہ صدیقی سے سرشار ہوکر میدان عمل میں نکلنا ہوگا۔ عقیدہ ختم نبوت کا دفاع دراصل اسلام کا دفاع ہے۔ قادیانی جہاں بھی جائیں گے ان کا مقابلہ دلائل اور براہین سے کیا جائے گا، اسلام کا تحفظ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کی بنیاد عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور منکرین ختم نبوت فتنہ قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف آئینی وقانونی جدوجہد جاری رکھی جائے۔ اسلام پسند ومحب وطن عناصر فتنہ قادیانیت کی اسلام وملک دشمن سرگرمیوں کے خلاف متحد ہوجائیں اور قادیانیوں کی ناپاک سازشوں کا آئینی وقانونی مقابلہ کرنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں جو کہ تمام مسلمانوں کا دینی، ملی وقومی فرض ہے۔

منع کرتا ہوں، اور روزہ تڑوانے کی حقیقت یہ ہے کہ جب یہ نفلی روزے رکھنے پر آتی ہیں تو رکھتی ہی چلی جاتی ہیں جو میرے لئے تکلیف دہ ہے۔ (مسند احمد، مسند ابی سعید خدریؓ، حدیث نمبر ۱۱۸۰۱)

حضرت عائشہ بنت طلحہؒ مشہور تابعیہ ہیں، بڑی ذاکرہ تھیں، ان کی زبان صبح وشام ذکر الٰہی سے تر رہا کرتی تھی، ان کا نفس پاکیزہ ہو چکا تھا جس نے انھیں تمام عورتوں میں ممتاز کر دیا تھا، انھیں بہت ساری باتیں خواب کے ذریعہ معلوم ہو جاتی تھیں۔

خوابوں کی تعبیر بتانے والے مشہور امام محمد ابن سیرینؒ کی بیٹی حفصہ بنت سیرینؒ اپنے زمانے کی معروف تابعیہ ہیں، جن کے بلند مرتبہ کی گواہی اہلِ معرفت حضرات نے دی ہے، حفصہ بنت سیرینؒ پاکیزگی، عزت وعفت، اور دین وعبادت کے اعتبار سے عورتوں کی سردار تھیں، ان کی الگ کوٹھری تھی جس میں وہ اکثر عبادت کرتی تھیں؛ اسی لئے عبادت کے معاملے میں بہت ممتاز مقام رکھتی تھیں، اور وہ اس صفت میں حیرت انگیز مقام پر پہنچ گئی تھیں، جہاں پر صرف بڑے زاہدین کی ہی رسائی ہوتی ہے، مہدی بن میمونؒ فرماتے ہیں کہ حفصہ بنت سیرینؒ تیس سال تک اپنے مصلی سے سوائے کسی کی بات کا جواب دینے یا قضاء حاجت کے نہیں نکلیں۔ (سیر اعلام النبلاء، باب عمرۃ بنت عبدالرحمن ۵۰۷/۴)

حضرت معاذۃ بنت عبداللہؒ تابعیہ ہیں اور حضرت عائشہؓ و حضرت علیؓ کی شاگردہ ہیں، اپنے وقت کی بڑی عابدہ خاتون تھیں، اپنے نفس کو مخاطب کرتیں اور کہتیں کہ اے نفس! نیند تیرے سامنے ہے، اگر تو چاہے تو تیری قبر میں نیند حسرت یا خوشی میں لمبی ہو سکتی ہے، جب انھیں نیند نہیں آرہی ہوتی تو فوراً اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی مناجات میں مستغرق ہوتیں۔ (سیر اعلام النبلاء باب معاذۃ بنت عبداللہ ۵۰۹/۴) حضرت معاذۃؒ کو صبح کی تلاوت بہت محبوب تھی، ان کا دل اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا میں مصروف رہتا تھا، عبادت و بندگی اپنی عادت بنالی تھی، یہاں تک کہ شب زفاف بھی عبادت میں گزر گئی، پوری رات عبادت اور ذکر وأذکار کرتی رہی؛ یہاں تک کہ فجر کی اذان ہونے لگی، ان کا معمول تھا کہ روزانہ چھ سو رکعات نماز پڑھتیں اور ہر رات وہ قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتیں، جب سردی کا موسم ہوتا تو حضرت معاذۃؒ پتلے کپڑے پہنتیں؛ تاکہ سردی کی وجہ سے نیند نہ آئے اور عبادت میں سستی پیدا نہ ہو۔ (نساء من عصر التابعین مصنف احمد خلیل جمعہ)

حضرت عبداللہ بن مسلم عجلیؒ بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں ایک نہایت حسین وجمیل خاتون رہتی تھی اور اسے اپنے حسن وجمال پر بڑا ناز تھا، ایک مرتبہ وہ عبید بن عمیرؒ کے پاس ایک مسئلہ پوچھنے لگی اور دورانِ گفتگو اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا کر انھیں اپنی طرف مائل کرنے لگی تو عبید بن عمیرؒ نے اس عورت کو (موت، قبر، اللہ کے سامنے حاضری کے ذریعہ) نصیحت فرمائی اور اسے اعمال خیر پر ابھارا، اتنی سی گفتگو پر وہ اس قدر متاثر ہوئی کہ گھر جا کر شوہر سے کہنے لگی کہ ہم دونوں نے آج تک آوارگی اور غفلت میں زندگی گزاری ہے، اس کے بعد سے وہ نماز، روزہ اور عبادت میں مصروف ہوگئی، اس عورت کا شوہر کہا کرتا تھا کہ عبید بن عمیرؒ نے میری بیوی کو کیا کر دیا ہے جو ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتی ہے اور رہبانیت کی زندگی گزارتی ہے۔ (تنبیہ الغافلین)

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ عورت ذات عبادت کے معاملہ میں کبھی مردوں سے پیچھے نہیں رہی؛ بلکہ ان کا ذوق عبادت اور اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ومحبت مثالی رہا ہے، آج کل کی خواتین بھی ان کے نقش قدم پر چل کر دنیا وآخرت میں سرخ رو ہو سکتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے! آمین۔ ☆☆

اظہارِ تعزیت

سیالکوٹ (اویس احمد فاروقی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے رہنما جناب رانا عابد حسین کے والد گرامی جناب محمد نذر حسین صاحب محلّہ بوڑھی والا نیکا پورہ سیالکوٹ میں انتقال کر گئے۔ موصوف بہت ہی حلیم طبیعت اور صوم وصلوٰۃ کے پابند اور علماء کرام، دینی جماعتوں کے ساتھ والہانہ محبت رکھنے والے انسان تھے، موصوف نے اپنی ساری اولاد کو دین کا داعی بنایا۔ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ جب بھی سیالکوٹ تشریف لاتے موصوف ہی میزبانی کا شرف حاصل کرتے۔ خواجہ خواجگانؒ کے بعد اب صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب بھی موصوف کے ہاں قیام فرماتے۔ نماز جنازہ میں شہر سیالکوٹ کے علماء کرام، سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے مبلغ حضرت مولانا فقیر اللہ اختر صاحب نے بندہ فقیر اور مولانا عبدالباسط فاروقی کے ہمراہ جنازہ میں شرکت کی اور رانا عابد حسین اور ان کی بھائیوں سے ان کے والد گرامی کے انتقال پر افسوس کیا۔ نماز جنازہ محلّہ بوڑھی والا نیکا پورہ سیالکوٹ میں ان کے بیٹے حافظ شاہد حسین کی اقتداء میں ادا کی گئی۔

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۲۸

کافر کی بخشش نہیں ہوسکتی:

’’اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ۔‘‘(التوبہ:۸۰)

اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

اسی طرح کافروں کی بخشش کے لئے دعا مانگنے سے قرآن میں ممانعت وارد ہے۔ بہرحال اسلام سے خارج لوگوں کے لئے جہنم کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ جب دائرہ نبوت کا مرکز آنحضرت ﷺ کا وجود ہے کہ محیط سے جتنے خط آتے ہیں وہیں آتے ہیں۔ جب آپ ﷺ پر نبوت ختم ہے۔ جب آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری ہدایت نامہ مکمل صورت میں لاکر دنیا کے سامنے پیش کر کے حجت پوری کردی ہے۔ جب تمام دنیا کے مذاہب تیرہ سو سال سے دلائل کے میدان میں اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکے۔ جب کہ اپنی صداقت میں شبہ کرنے والوں کو قرآن پاک نے مقابلہ کا چیلنج دیا ہے جس کو قبول کرنے سے آج تک دنیا عاجز ہے اور جب کہ تمام دنیا کے پاس کوئی قانون نہیں جو انسانی حیات کے تمام شعبوں پر حاوی اور اسے معراج کمال تک پہنچانے کا ضامن ہو۔ جب کہ آج کی اشتراکیت وجمہوریت، سرمایہ دارانہ نیز آمریت وشورائیت کی بحثوں میں پھنسی ہوئی دنیا کو کسی بھی نظام میں حقیقی چین حاصل نہیں اور ہر بیس سال کے بعد دنیا میں ان غلط اصولوں کے تصادم سے ایک خطرناک ایکسیڈنٹ ہوا کرتا ہے۔ جس میں کروڑوں بنی نوع انسان ہلاک ہوتے اور ملک پر عام تباہی آتی ہے اور یہ سب اس بات کا نتیجہ ہے کہ وہ تمام انسان ایک خدا کے قانون کے سامنے جھک کر ایک ہی مساویانہ نظام میں کیوں منسلک نہیں ہوئے جب کہ عنقریب ان کو ہونا پڑے گا۔

اندریں حالات ہر انسان کا انسانی فرض ہے کہ وہ دوسرے ابناء نوع کو اسلام کی دعوت دے کر ان کو ابدی لعنت اور دائمی عذاب سے نجات دینے کی سعی کرے۔ اپنے بنی نوع سے شفقت ومحبت اور انسانی ہمدردی کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر بھی کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ افراد ذلت وعذاب سے بچ کر اس صراط مستقیم پر گامزن ہوجائیں۔ جس پر چلنے سے دائمی مسرت، ابدی حیات اور نجات حاصل ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو یہ انسانی برادری اور ہمدردی کے تقاضوں کے بالکل خلاف ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہزاروں مصیبتیں جھیل کر بھی انسانوں کو اس راہ کی دعوت دیتے ہیں۔ کیونکہ ’’ارحم الراحمین‘‘ خدا کے بعد اس کے بندوں سے سب زیادہ شفقت انبیاء علیہم السلام کو ہوتی ہے۔ اسلامی حکومت کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی ہونا چاہئے کہ اپنے اقتدار سے بندگان خدا کی یہ سب سے بڑی خدمت کی جائے۔ بہرحال تبلیغ کا دارومدار شفقت پر ہوتا ہے اور نوع انسانی کی ہمدردی پر۔

تبلیغ کی اہمیت:

اسی بناء پر ارحم الراحمین خدا کا زیادہ حکم بھی یہی ہونا چاہئے کہ بتلائے آزمائش بندوں کو راہ نجات کی دعوت دو اور انبیاء علیہم السلام کا کام ہی یہی ہے اور خاتم الانبیاء علیہ السلام نے تو ہر امتی کو حکم دیا کہ دوسروں تک پہنچاؤ۔ اسی لئے اسلام کو تبلیغی مذہب کہتے ہیں۔ پس اسلامی حکومت کا سب سے پہلے یہ کام ہونا چاہئے کہ وہ صحیح اسلام کی تبلیغ واشاعت کا انتظام کرے۔

معکوس ترقی:

مگر برا ہو آج کل کی معکوس ترقی کا کہ بجائے اس کے نوع انسان سے ہمدردی کے لئے اسلام کی تبلیغ کی جاتی۔ کفر سے نکالنے کی سعی کی جاتی۔ الٹا ملک وحکومت میں یہ بحث ہورہی ہے کہ غیر مسلموں کو اپنے مذہب کی اجازت کیوں نہ دی جائے؟ وہ شہری حقوق سے کیوں محروم ہوں؟ یہ شہری آزادی کا نام ونہاد مفہوم یورپ کی لعنت ہے۔ جس کی آڑ میں مسلمانوں کے مذہب کا تیاپانچا چاہتے تھے۔ شہری آزادی کا جتنا ضروری حصہ تھا وہ ہم عرض کر آئے ہیں۔ لیکن شہری

آزادی کی آڑ میں اشاعت کفر کی اجازت دینا بنی نوع انسان پر ظلم نہیں تو کیا ہے؟

تبلیغ کفر کی اجازت:

جو لوگ کفر کی تبلیغ کی اجازت دیتے ہیں وہ دو حال سے خالی نہیں ہوسکتے یا تو وہ مذہب اسلام کو ابدی نجات و سرمدی حیات کا ذریعہ نہیں سمجھتے۔ ان کا عقیدہ حقانیت اسلام پر نہیں یا وہ انسانیت کے دشمن ہیں کہ بجائے اس کے، تاریکی سے انسانوں کو نکال کر روشنی میں لائے جانے کی کوشش کی جاتی۔ وہ روشنی سے نکال کر تاریکی میں لے جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ کیا بنی نوع انسان کی ہمدردی کا تقاضا یہ ہونا چاہئے کہ ایک شخص کو جو سیدھے راستے پر جا رہا ہے ورغلا کر ایسے راستہ پر لگا دیا جائے جس پر چل کر وہ کنویں میں جا گرے اور ہلاک ہوجائے۔

شہری آزادی کے نام سے شیطانی کام:

دراصل مغربی جادوگری نے جہاں اور بیسیوں عیبوں کو خوبیوں کے رنگ میں پیش کیا ہے، وہاں شہری آزادی کے نام سے ہر شخص کو ہر مذہب کی تبلیغ اور ہر مذہب اختیار کرنے کا حق دیا ہے۔ اس گمراہی کو مذہبی آزادی، ضمیر کی آزادی اور شہری آزادی کے خوبصورت الفاظ سے دلربا بنانے کی سعی کی ہے۔ جس کی آڑ میں رضامندی کی زناکاری، اسلام سے مرتد ہوجانے اور کفر والحاد کا پروپیگنڈا کرنے کی عام اجازت دے کر دین حق سے بغاوت کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ہر شخص آزاد ہے کہ قرآن پاک اور حدیث رسول سے تلعب کرے۔ جس آیت کا جو معنی چاہے کرے۔ جس سے متسلط قوت کو ضرور فائدہ پہنچا۔ مگر مسلمانوں کا شیرازہ خطرہ میں پڑ گیا اور دین حق کے پرستاروں کو ہزاروں مشکلات کا سامنا ہوا۔

پہلا ازالہ:

اس فریب خوردگی کا ایک ازالہ یہ ہے جیسا کہ کہا گیا کہ اگر یہ عقیدہ صحیح ہے کہ اسلام کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ جیسا کہ تمام مسلمانوں کا ہے تو پھر مسلمان اپنے حدود اختیار و اقتدار میں اس امر کی اجازت کس طرح دے سکتے ہیں کہ بنی نوع انسان کو راہ راست سے ورغلا کر دائمی عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ خاص کر مسلمانوں کو۔

دوسرا ازالہ:

اس طلسم کو توڑنے کے لئے یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر ضمیر و شہری آزادی کی وجہ سے ہر خیال کی اشاعت جائز قرار دی جاسکتی ہے تو پھر امریکہ میں کمیونزم کی اشاعت کیوں ممنوع ہے۔ اگر امریکہ میں کمیونزم کی اشاعت اس لئے ممنوع ہے کہ وہ امریکن جمہوریت، امریکن طرز حکومت یا امریکن سرمایہ داری کے خلاف ہے تو پھر اسلامی حکومت میں اسلامی اصول اور اسلامی طرز حکومت کے خلاف پروپیگنڈے کی اجازت کس طرح دی جاسکتی ہے؟ حالانکہ امریکن جمہوریت اور روسی اشتراکیت انسانی وضع کردہ اصول ہیں اور صرف دنیوی مفاد سے تعلق رکھتے ہیں اور اسلام دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی کا ضامن ہے۔

تبلیغ کفر کی اجازت کا ایک اور خطرناک نتیجہ:

پھر یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اگر کافر کو اپنے کفر کی تبلیغ کی اجازت ہوگی تو لازماً کافر ہوجانے کی بھی اجازت ہوگی۔ جس سے وہ ارتداد کی سزا کا مستحق ہوگا۔ اس طرح ایک ایسے جرم کی اجازت ہوگی۔ جس پر سنگین سزا تجویز کی گئی ہے جو بخاری

تحفظ ختم نبوت کانفرنس، حلقہ برنس روڈ

کراچی (مولانا کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام حلقہ برنس روڈ گلی نمبر۲ میں جامع مسجد سنہری میں پانچویں سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس کے مہمان خصوصی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے استاذ الحدیث حضرت مولانا شیخ فضل محمد دامت برکاتہم تھے۔ نماز عشاء کے بعد قاری محمد اقبال کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا، جبکہ ہدیۂ نعت و ختم نبوت نظم برادر صغیر حافظ محمد حبیب اللہ ارمانی نے پیش کی۔ مولانا مفتی محمد پراچہ اور مولانا حمید سعدی نے ابتدائی کلمات میں مہمانانِ گرامی کا پرتپاک استقبال کرتے ہوئے بیان کی دعوت دی۔ بعدازاں مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحی مطمئن نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ امت مسلمہ کے حق میں فتنۂ قادیانیت بہت خطرناک اور سنگین نوعیت کا فتنہ ہے۔ قادیانیت، اسلام کے متوازی الگ مذہب ہے، قادیانیوں کے عقائد و نظریات مسلمانوں کے مسلمہ عقائد سے بالکل علیحدہ ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی نوجوان نسل کو اسلامی عقائد سے روشناس کرائیں تاکہ قادیانی انہیں شکوک و شبہات میں مبتلا کر کے اسلام سے منحرف یا گمراہ نہ کر سکیں۔ حضرت مولانا مدظلہ نے نوجوانوں خصوصاً علماء کرام کو تحفظ ختم نبوت کے عظیم الشان کام سے منسلک ہونے کی ترغیب دی۔ پروگرام میں مولانا مفتی ظفر امام، مولانا عبدالعزیز بیگ، حافظ ہارون، حافظ حسنین معاویہ، بھائی یحییٰ، مولانا ابرار زمان، حافظ احمد شہباز سمیت دیگر کئی علماء و کثیر تعداد میں عوام و طلباء نے شرکت کی۔

شریف کی مشہور حدیث ''من بدل دینہ فاقتلوہ'' (جو اپنا دین بدل ڈالے اس کو قتل کر ڈالو) اور جمہور اہل اسلام کے نزدیک قتل ہے۔

پھر مستوجب سزا امر پر ابھارنے کی اجازت دینا کہاں کی عقلمندی ہے اور اگر ارتداد کی بھی اجازت ہو تو پھر حکومت کا اسلامی کہلانا اور قرآن وسنت کے خلاف قانون نہ بنانا ایک مضحکہ خیز بات بن جاتی ہے۔ یعنی سنت کے خلاف قانون نہ بننے دیں گے۔ لیکن یہ قانون بن سکے گا کہ ہر شخص کافر ہو سکتا ہے۔ پھر اسی طرح رئیس مملکت کے مسلمان ہونے کی شرط بھی غلط ہے۔ ممکن ہے ظفر اللہ خان جیسے لوگوں کی وجہ سے وہ بھی مرتد ہو جائے۔ خاص کر جب کہ ارتداد جرم نہ ہو۔ اگر کہا جائے کہ نہیں چونکہ اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اس کو مسلمان ہی رہنا ہوگا تو پھر قانون کی صحیح تعبیر یوں ہوگی کہ رئیس مملکت جمہور اور اکثریت میں سے ہوگا۔

ایک اور خطرہ:

یہ خطرہ بھی ہے کہ تبلیغ کفر کی اجازت ہوگی تو ہوسکتا ہے کہ روپیہ اور دیگر ذرائع کی فراوانی کی وجہ سے اسلام سے نکل نکل کر بیسیوں فرقے اور کافر قوتیں بنتی چلی جائیں۔ جن میں باہم نفرت وعداوت ہوگی بلکہ ہر ہر خاندان اور ہر ہر گھر میں اور ہر شہر میں الجھاؤ پیدا ہوگا تو جہاں ایک فیصدی مرزائی آبادی نے اپنی کافرانہ تبلیغ سے اودھم مچا کر پاکستانی اعلیٰ مفاد کو نقصان پہنچایا۔ اگر خدانخواستہ کفر کی تبلیغ سے دس بیس سال میں پچاس فیصدی آبادی مختلف مذاہب میں تبدیل ہوکر مرتد ہو جائے جو غلط اور گمراہ کن وسائل کی موجودگی میں ناممکن نہیں تو پھر ان کے باہمی آویزش کا تصور ہی لرزہ براندام کرنے کے لئے کافی ہے۔ جس سے ملک کو جو نقصان ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔

مرزائیت کی تبلیغ:

مرزا محمود جو غیر مسلموں کو تبلیغ کا حق جائز قرار دیتے ہیں وہ دراصل اپنے لئے راستہ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جب کہ وہ مرزائی عقیدہ کی وجہ سے تمام عالم اسلام کے نزدیک کافر ہیں۔ بلکہ دوسرے کافروں سے بدتر کافر۔ کیونکہ اسلامی اصول، اولوالعزم انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین کی توہین کی اتنی جرأت اور اسلامی تعلیمات کی تحریف کی اتنی جسارت آج تک اور کسی کو نہیں ہوئی جو اس فرقہ ضالہ کو ہوئی اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ ختم نبوت، وحی، معراج جسمانی، ابدیت عذاب کفار، نزول مسیح، فرضیۂ جہاد، موالات نصاریٰ، نزول جبرائیل، بشارت احمد کے مصداق، قرآن کی تفسیر، مسئلہ بروز، آنحضرت کی دو بعثتوں، دو مسیحیوں وغیرہ، بیسیوں مسائل میں مرزا قادیانی اور اس کی امت عامۃ المسلمین کے عقائد سے مخالف ہے جو وہ قرآن وسنت کے مطابق رکھتے ہیں اور ساتھ ہی مرزائی فرقہ کے ساتھ غلامانہ جراثیم بھی ہیں اور یہ لوگ اس لئے زیادہ ناقابل اعتبار ہیں کہ بیس سال کے اپنے مسلمہ عقائد یکدم انکار بھی کر دیتے ہیں۔ جیسے عام مسلمانوں کو کافر کہنے سے انکار جو صرف تحریک کے بعد ہی کیا ہے۔ اس سے ان کی منافقانہ پوزیشن بھی سامنے آجاتی ہے۔ ایسے فرقہ کو تبلیغ کی اجازت دینا یہودیوں اور عیسائیوں کی تبلیغ سے زیادہ منحوس اور مضر ہوگا۔ ان کی تبلیغ سے کوئی اثر نہیں ہوتا اور یہ اسلامی لبادہ اوڑھ کر مار آستین کی طرح موجب ہلاک ہوتے اور قوم میں ہزاروں فتنوں کو جگاتے ہیں۔ (جاری ہے)

3 روزہ تحفظ ختم نبوت کورس

کراچی (مولانا کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام حلقہ سلطان آباد جامع مسجد بلال میں 3 روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا اہتمام کیا گیا۔ کورس کا دورانیہ بعد نماز عشاء ایک گھنٹہ مختص کیا گیا، جس میں پہلے دن راقم الحروف نے ''قادیانیوں سے چند سوالات'' کے عنوان پر لیکچر دیا، دوسرے دن مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالحئی مطمئن نے ''حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ظہوری مہدی علیہ الرضوان'' پر لیکچر کیا۔ تیسرے روز مولانا محمد رضوان نے ''تحریک ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے عنوان تفصیلی بیان کیا۔ آخر میں سامعین کو قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی ترغیب دی۔ بعدازاں اہل محلّہ، مفتی مبین اور امام مسجد مولانا اطہر کی دعوت پر کورس منعقد کروانے پر شکریہ ادا کیا۔ آخر میں جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اسی طرح لیاری ٹاؤن زینب مسجد میرا ناکہ میں بھی تین روزہ کورس رکھا گیا، جس کی تمام تر نگرانی مولانا محمد الیاس، مولانا نعیم اللہ نے کی۔ کورس کے پہلے روز راقم الحروف نے ''قادیانیوں سے چند سوالات'' کے عنوان پر لیکچر دیا، جبکہ دوسرے روز مولانا محمد شعیب کمال نے ''عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت'' پر بیان کیا، تیسرے روز مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم رفیع نے ''حیات عیسیٰ علیہ السلام'' کے موضوع پر لیکچر دیا۔ کورس میں اہل محلّہ، نوجوان ساتھیوں اور خواتین سمیت خاصی تعداد نے شرکت کی۔ اللہ پاک قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

بمقام
مدرسہ ختم نبوۃ
مسلم کالونی
چناب نگر

27 واں سالانہ ختم نبوۃ کورس

نامور علماء ومناظرین وماہرین فن لیکچر دیں گے
ان شاء اللہ

بتاریخ
28 مارچ 2020 تا 19 اپریل 2020

بمطابق
۴ شعبان ۱۴۴۱ تا ۲۶ شعبان ۱۴۴۱

زیر سرپرستی
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
استاذ المحدثین دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر واشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی
0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری
0300-6733670